ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

40

9 تا 15 اکتوبر 2012ء / 22 تا 28 ذوالقعدہ 1433ھ

اس شمارے میں

پیوٹن کا دورہ کیوں ملتوی ہوا؟

ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے

توہینِ رسالت پر مبنی فلم اور عوام کا ردِعمل

اوباما کا خطاب: حقائق کے آئینے میں

حضرت عکرمہ بن ابی ہشام رضی اللہ عنہ

ماحول کی تاثیر اور اہمیت

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

معمار کا صبر

جو عظیم الشان مقصد ہمارے سامنے ہے اور جن زبردست طاقتوں کے مقابلے میں ہم کو اُٹھ کر اس مقصد کے لیے کام کرنا ہے، اس کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ ہم میں صبر ہو، تدبّر ہو اور معاملہ فہمی ہو اور اتنا مضبوط ارادہ موجود ہو جس سے ہم دُوررَس نتائج کے لیے لگاتار سعی کر سکیں۔ بے صبری کے ساتھ جلدی نتائج حاصل کرنے کے لیے بہت سے ایسے سطحی کام کیے جاسکتے ہیں جن سے ایک وقتی ہلچل برپا ہو جائے، لیکن اس کا کوئی حاصل اس کے سوا نہیں ہے کہ کچھ دنوں تک فضا میں شور رہے اور پھر ایک صدمے کے ساتھ سارا کام اس طرح برباد ہو کہ مدت ہائے دراز تک دوبارہ اس کا نام لینے کی بھی کوئی ہمت نہ کر سکے۔ یہ چیز جن لوگوں کو مطلوب ہے، ان کے لیے مناسب یہ ہے کہ ہمیں پریشان کرنے کی بجائے وہ ہم سے الگ ہو جائیں اور آزادی کے ساتھ جو ہنگامہ برپا کرنا چاہیں، کریں۔ مگر جو لوگ اس مقصد کے لیے واقعی کوئی صحیح کام کرنا چاہتے ہیں، انہیں شوقِ فضول سے مجتنب ہو کر معمار کے سے صبر کی عادت ڈالنی چاہیے جو تعمیر شروع کرنے سے پہلے سامانِ تعمیر جمع کرتا ہے۔ پھر دیوار اٹھانے سے پہلے بنیادیں کھودنے اور ان کو مضبوطی کے ساتھ بھرنے میں کافی وقت اور محنت صرف کرتا ہے۔ پھر ایک ایک اینٹ چُنتا ہے اور جب تک ایک اینٹ کو مستحکم نہیں کر لیتا دوسری اینٹ کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ جس معمار میں اتنا صبر نہیں ہے اور جو بنیاد کھودنے سے پہلے چھت ڈالنا چاہتا ہے، اس کے لیے کام کا صحیح میدان زمین نہیں بلکہ ہوا ہے۔

ترجمان القرآن (اپریل 1943ء)

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

سورۃ یوسف

(آیات 30'31)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ۫ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾﴾

آیت ۳۰ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ﴾ ”اور شہر میں عورتوں نے (اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے) کہا کہ عزیز کی بیوی تو اپنے غلام کو پھسلا رہی ہے۔“

﴿قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ﴾ ”وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہے۔“

﴿اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾﴾ ”یقیناً ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بہت بھٹک گئی ہے۔“

اس کا اپنے غلام کے ساتھ اس طرح کا معاملہ! یہ تو بہت ہی گھٹیا بات ہے!

آیت ۳۱ ﴿فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ﴾ ”پھر جب اُس نے سنیں ان کی مکارانہ باتیں“

عزیز مصر کی بیوی نے جب سنا کہ شہر میں اس کے خلاف اس طرح کے چرچے ہو رہے ہیں اور مصر کی عورتیں ایسی طعن آمیز باتیں کر رہی ہیں تو اس نے بھی جوابی کارروائی کا منصوبہ بنا لیا۔ یہ اس معاشرے کے انتہائی اعلیٰ سطح کے لوگوں کی بات تھی اور اس کا چرچا بھی اسی سطح پر ہو رہا تھا۔ اُسے بھی اپنے اردگرد سب لوگوں کے کردار کا پتا تھا' کہاں کیا خرابی ہے اور کس کے ہاں کتنی گندگی ہے وہ سب جانتی تھی۔ چنانچہ اس نے اس اعلیٰ سوسائٹی کے اجتماعی کردار کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

﴿اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً﴾ ”اُس نے دعوت دی اُن سب کو اور اہتمام کیا ایک تکیہ دار مجلس کا۔“

اُس نے کھانے کی ایک پُرتکلف تقریب کا اہتمام کیا جس میں مہمان عورتوں کے لیے گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے۔

﴿وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا﴾ ”اور ان میں سے ہر عورت کو اُس نے ایک چھری دے دی۔“

کھانے کی چیزوں میں پھل وغیرہ بھی ہوں گے چنانچہ ہر مہمان عورت کے سامنے ایک ایک چھری بھی رکھ دی گئی۔

﴿وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ﴾ ”اور (یوسفؑ سے) کہا کہ اب تم ان کے سامنے آؤ!“

﴿فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ﴾ ”پھر جب انہوں نے یوسفؑ کو دیکھا تو اسے بہت عظیم جانا (ششدر رہ گئیں)“

﴿وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ﴾ ”اور ان سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔“

عورتوں نے جب پاکیزگی اور تقدس کا پیکر ایک جوانِ رعنا اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو مبہوت ہو کر رہ گئیں۔ سب کی سب آپؑ کے حسن و جمال پر ایسی فریفتہ ہوئیں کہ اپنے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے۔ ممکن ہے کسی ایک عورت کا ہاتھ تو واقعی عالم حیرت و محویت میں کٹ گیا ہو اور اس کی طرف حضرت یوسفؑ بحیثیت خادم کے متوجہ ہوئے ہوں کہ خون صاف کر کے پٹی وغیرہ کر دیں اور یہ دیکھ کر باقی سب نے بھی اپنی اپنی انگلیاں دانستہ کاٹ لی ہوں کہ اس طرح یہی التفات انہیں بھی ملے گا۔ قَطَّعَ بابِ تفعیل ہے' جس میں کسی کام کو پورے اہتمام اور ارادے سے کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔

﴿وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾﴾ ”اور وہ پکار اٹھیں کہ حاشا للہ یہ کوئی آدمی تو نہیں! یہ تو کوئی بہت بزرگ فرشتہ ہے۔“

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

حج بیت اللہ کی فرضیت واہمیت

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ فِیْ كِتَابِهٖ ﴿وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا﴾)) (رواہ الترمذی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص زادِ راہ اور سواری کا مالک ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے تو پھر کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ”اللہ کے واسطے ان لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

صدر پیوٹن کا دورہ پاکستان ملتوی کیوں ہوا؟

روس کے صدر ولاڈی میر پیوٹن نے پاکستان کا دو روزہ دورہ ملتوی کر دیا ہے۔ انہوں نے اسلام آباد میں منعقد ہونے والی چار ملکی سربراہی کانفرنس میں شرکت کرنا تھی۔ اس میں پاکستان کے علاوہ افغانستان‘ تاجکستان اور روس شامل تھے‘ گویا یہ ایک علاقائی کانفرنس تھی جس میں خطے کے معاملات زیرِ غور آنا تھے۔ افغانستان میں چونکہ اس وقت ایک ایسی جنگ ہو رہی ہے جس میں نیٹو ملوث ہے۔ سپریم پاور آف دی ورلڈ امریکہ اس جنگ کو لیڈ کر رہا ہے اور اخراجات کا زیادہ تر بوجھ بھی اسی پر پڑ رہا ہے، لہٰذا یہ ایک ایسی جنگ بن گئی ہے جس سے دنیا بھر کا کوئی ملک بھی مکمل طور پر الگ نہیں رہ سکتا اور مذکورہ تین ممالک افغانستان کے ہمسائے ہونے کے ناتے حقیقی متاثرین میں سے ہیں۔ ان میں سے بھی روس چونکہ ایک عالمی قوت ہے لہٰذا وہ حالات کا بڑے غور سے جائزہ لے رہا ہے۔ روس کے لیے یہ سہ جہتی مسئلہ ہے۔ اولاً یہ کہ آج سے ربع صدی پہلے افغانستان ہی میں وہ جنگ میں ملوث ہو کر شکست و ریخت کا شکار ہوا تھا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ امریکہ نے واحد سپر پاور بننے کے لیے یہ کھیل کھیلا تھا۔ روس کو اس کا بدلہ لینا ہے۔ ثانیاً یہ کہ سوویت یونین کے ختم ہونے کے بعد طاقت کا توازن مکمل طور پر بگڑ گیا تھا۔ روس پر اضمحلال طاری ہو گیا تھا۔ لہٰذا امریکہ نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرق وسطیٰ اور افریقہ میں روس کے مفادات پر کاری ضرب لگائی تھی اور اس سلسلے میں وہ آگے بڑھتے چلا جا رہا ہے۔ لیبیا میں جو کچھ ہو چکا ہے اور شام میں جو کچھ ہونے جا رہا ہے وہ امریکہ کی اسی پالیسی کا حصہ ہے۔ پسپا ہوتے ہوئے روس کے لیے یہ مزید قابل برداشت نہیں۔ پھر یہ کہ گزشتہ آٹھ دس سالوں میں پیوٹن نے روس کو دوبارہ جس طرح کھڑا کرنے کے لیے جدوجہد کی ہے، اس کے نتیجہ میں روس بہت مستحکم ہوا ہے اور اس کا ضعف طاقت میں تبدیل ہوا ہے۔ روس چاہتا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کو مزید پھنسا کر اور بالآخر طالبان کے ہاتھوں شکست دلا کر عالمی سطح پر ایک بار پھر طاقت کا توازن بحال کیا جائے اور امریکہ کو دنیا بھر میں من مانی کارروائیوں سے روکا جائے۔ ثالثاً یہ کہ روس یہ بھی نہیں چاہتا کہ طالبان کے ہاتھوں امریکہ کی شکست سے طالبان کو علاقے میں ایسی قوت حاصل ہو جائے کہ وہ وسطی ایشیا میں اثر انداز ہونا شروع ہو جائیں، جہاں روس کے بہت سے مفادات وابستہ ہیں۔ پھر اِس سے خود روس میں چیچن مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ اس سارے پس منظر میں ہمیں صدر پیوٹن کے دورۂ پاکستان کے ملتوی ہونے کا جائزہ لینا ہوگا۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صدر پیوٹن نے تاجکستان کا دورہ پروگرام کے مطابق کیا، جو ان کے اسی شیڈول کا حصہ تھا۔ بعض تجزیہ نگار کھلم کھلا یہ کہہ رہے ہیں کہ صدر پیوٹن کا دورۂ پاکستان‘ بھارت اور امریکہ کے دباؤ پر ملتوی ہوا ہے۔ ہم اس تجزیہ کو مکمل طور پر مسترد نہیں کرتے، اس لیے کہ روس بھارت کو مکمل طور پر کھو دینا نہیں چاہتا، اور امریکہ کو بھی یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ وہ اس کے خلاف مکمل طور پر صف آرا ہو چکا ہے، لہٰذا عین ممکن ہے کہ یہ سوچ بھی التوا کا باعث بنی ہو۔ اور آخری اور اہم ترین بات یہ کہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی کام پاکستان کے مفاد میں ہو رہا ہو اور ہمارے پکے اور پرانے دشمن بھارت اور امریکہ پوری قوت سے ہمارے مفاد پر حملہ آور نہ ہوں۔ ان دلائل کو مناسب وزن دینے کے باوجود ہماری رائے میں خود پاکستانی حکمران بھی اپنی غفلت‘ خود غرضی‘ مفاد پرستی اور ملکی معاملات میں غیر سنجیدگی کی وجہ سے اس انتہائی اہم دورہ کے التوا کا باعث بنے ہیں۔ ہمارے پاس اس حوالہ سے مضبوط دلائل ہیں۔ پہلا یہ کہ چند ماہ قبل صدر زرداری کا دورہ روس طے تھا لیکن عین وقت پر حکومت پاکستان کی طرف سے اسے ملتوی کر دیا گیا، اگرچہ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ سپریم کورٹ نے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو نااہل قرار دے دیا ہے اور ملک میں سیاسی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں روس نے اس کو اپنی توہین قرار دیا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ بنی کہ پاکستان نے جس انداز سے نیٹو کی سپلائی لائن بحال کی اور جس طرح اس نے امریکہ کے سامنے سرنڈر کیا اور بعض دوسرے اقدامات بھی کیے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ امریکہ پاکستان کشیدگی ختم نہیں تو کم ضرور ہو رہی ہے، لہٰذا روس محتاط ہو گیا۔ اِس لئے کہ عین ممکن ہے کہ پاک امریکہ تعلقات پھر بحال ہو جائیں۔

تیسری وجہ یہ بنی کہ روس اس خطے میں دو مجوزہ گیس پائپ لائنوں میں دلچسپی رکھتا ہے۔ ان میں سے پہلی

تا خلافت کی بنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان‘ نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 اکتوبر 2012ء — جلد 21
22 تا 28 ذوالقعدہ 1433ھ — شمارہ 40

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد‘ طابع: رشید احمد چودھری

مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ‘ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے‘ علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو لاہور-54000

فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700

فون: 35869501-03 فیکس: 35834000

publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک...... 450 روپے

بیرون پاکستان

انڈیا---------------------- (2000 روپے)

یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)

امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر

”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ترکمانستان' افغانستان' پاکستان اور انڈیا (T.A.P.I) پائپ لائن ہے لیکن اس پر امریکہ کو اعتراض نہیں۔ وہ خود بھی اس میں دلچسپی رکھتا ہے اور خطے کے دوسرے ممالک کو اسی پائپ لائن پر انحصار کرنے کے لیے زور دیتا ہے، لہٰذا وہ مسئلہ نہ بنی۔ دوسری ایران پاکستان پائپ لائن ہے پہلے اس میں بھارت بھی شامل تھا، لیکن بعد ازاں امریکی دباؤ پر وہ اس منصوبے سے الگ ہو گیا۔ اس پائپ لائن کے حوالہ سے پاکستان اور روسی حکمرانوں کی بات چیت میں بڑی مثبت پیش رفت ہو رہی تھی۔ روس کو تاثر یہ دیا گیا تھا کہ اُس کی سرکاری گیس کمپنی گازپروم (Gozprom) جو دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں میں سے ہے، وہی اس گیس پائپ لائن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گی۔ یہ اطلاعات آ رہی تھیں کہ پاکستان نے اِس ضمن میں امریکی پریشر کو مسترد کر دیا ہے۔ روس کا تاثر یہ تھا کہ جس طرح پاکستان چینی کمپنیوں کو اکثر بغیر ٹینڈر کے بعض منصوبوں کا ٹھیکہ دیتا ہے ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک ہو گا۔ 10 ستمبر کو یعنی صدر پیوٹن کے مجوزہ دورہ سے تین ہفتہ پہلے روس کا وفد پاکستان پہنچا، جس میں گازپروم کمپنی کے ماہرین بھی شامل تھے۔ اس موقع پر ہماری اس بیوروکریسی نے جو امریکہ سے مرعوب ہے (اور بعض اوقات اس کے ہاتھوں بکی بھی ہوتی ہے) گازپروم کمپنی کو بتایا کہ بغیر بولی اگر انہیں منصوبہ دیا گیا تو یہ Public Procurement Regulatory Authority اور عالمی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہو گی۔ روسی حکام کو اس دلیل سے تسلی نہ ہوئی، اس لیے کہ وہ چین سے لین دین کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر یہ کہ اگر آپ اتنے قواعد و ضوابط کے پابند ہیں تو آغاز ہی میں روس کو یہ بتا دیا جاتا، تاکہ وہ اس بات کو ذہن میں رکھ کر منصوبہ کے حوالہ سے معاملات کو آگے بڑھاتا۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ خود ہمارے حکمران ہمارے مفادات کو زک پہنچاتے ہیں۔

روسی صدر کے دورہ سے ہمیں مالی' اقتصادی اور سیاسی طور پر جو فوائد حاصل ہونا تھے وہ الگ مسئلہ ہے۔ حقیقت میں ہمیں جس بات نے دکھ دیا ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ سے جان چھوٹنے کا کم از کم آغاز ہی ہو جاتا، جس کے کاندھوں پر سوار یہودی لابی پاکستان کی نظریاتی بنیادیں تباہ کرنا چاہتی ہے۔ المیہ ہے کہ ہمارے حکمران یا تو پاکستان کے اصل دشمن کو پہچانتے ہی نہیں یا ذاتی مفاد اور اقتدار کی ہوس میں اسے ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ وہ اس

(باقی اندرونی ٹائٹل پر)

پریس ریلیز — حافظ عاکف سعید

نظامِ خلافت قائم ہو جائے تو اسلام دشمن دنیا حضورﷺ کی توہین کی جرأت نہیں کر سکے گی

نظامِ خلافت قائم ہو جائے تو اسلام دشمن دنیا حضورﷺ کی توہین کی جرأت نہیں کر سکے گی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ غیروں کی غلامی کا نتیجہ ہے کہ ہم دنیا کی عظیم ترین اور کامل ترین ہستی کی ناموس کی حفاظت میں ناکام نظر آ رہے ہیں۔ روسی صدر پیوٹن کے دورے کے التوا کا ذکر کرتے ہوئے اُنھوں نے کہا کہ امریکہ اور بھارت نے گٹھ جوڑ کر کے روسی صدر پر دباؤ ڈالا ہے کہ وہ پاکستان کا دورہ نہ کرے۔ یہ التوا ہمارے ان سیکولر عناصر کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے جو دن رات بھارت سے محبت کی پینگیں بڑھانے کی مالا جپتے رہتے ہیں اور پاک بھارت تنازعہ کے حوالے سے ہمیشہ پاکستان کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ کبھی امن کی آشا کا راگ الاپتے ہیں اور کبھی بھارت کو موسٹ فیورٹ نیشن قرار دیے جانے پر خوشی سے جھومتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان میں نظامِ خلافت قائم ہو جائے تو سیکولر عناصر دین اور ملک کے خلاف سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ (28 ستمبر 2012ء)

اختر مینگل کے سپریم کورٹ میں بیان نے سقوط ڈھاکہ کی یاد تازہ کر دی ہے

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ بلوچستان نیشنل پارٹی کے سربراہ اختر مینگل کے اس بیان نے کہ خونی طلاق سے بہتر ہے کہ رضامندی سے علیحدگی اختیار کر لی جائے، سقوطِ ڈھاکہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ مشرقی پاکستان میں شورش کے حوالے سے اس وقت بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہ تجویز دی تھی کہ پاکستان سے علیحدگی کے معاملے پر مشرقی پاکستان میں ریفرنڈم کروا لیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی بنگالی بھائی پاکستان سے علیحدگی چاہتے ہیں۔ لیکن ہر مسئلہ کا حل طاقت کے ذریعے ڈھونڈنے والے ہمارے مقتدر حلقوں نے اس تجویز کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا نتیجتاً خونی طلاق کی نوبت آ گئی۔ اگرچہ مشرقی پاکستان اور بلوچستان کے معاملات میں بہت فرق ہے لیکن اگر حالات کا رُخ اور حکومت کی غیر سنجیدگی کا یہی عالم رہا تو ایسی نوبت آ سکتی ہے۔ بلوچستان میں طاقت کا استعمال کرنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ مقتدر حلقوں کے خلاف طاقت استعمال کرنے والے گروہ ملک میں پیدا ہو گئے اور قوم کے نتائج خودکش حملوں، بم دھماکوں اور ٹارگٹ کلنگ کی شکل میں بھگت رہی ہے۔ پاکستان کو بچانا ہے تو مقتدر طبقوں کو ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے جس کے نتیجے میں بلوچستان کے لوگوں میں احساسِ محرومی کا خاتمہ ہو اور اس کی واحد صورت یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی یعنی نظامِ خلافت قائم کیا جائے بصورت دیگر ہمارا یہ صوبہ جس طرح اندرونی و بیرونی سازشوں کا شکار ہے اس کے نتیجے میں شدید اندیشہ ہے کہ یہاں بھی ہمارے دشمن مشرقی پاکستان والی صورتِ حال پیدا کر دیں گے۔ (یکم اکتوبر 2012ء)

اگر ترکی نے شام پر حملہ کیا تو عالمگیر جنگ چھڑ جانے کا خطرہ ہے

اگر ترکی نے شام پر حملہ کیا تو عالمگیر جنگ چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ترکی پارلیمنٹ کا حکومت کو شام پر حملہ کرنے کی اجازت دینا جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ قربِ قیامت جنگوں کے جس سلسلے کا احادیث مبارکہ میں ذکر کیا گیا ہے اُن میں شام کے علاقے کا مرکزی اور کلیدی رول ہو گا۔ اُنہوں نے کہا کہ شام کے مسئلے پر حکومت سے لڑنے والوں کا ساتھ دے کر امریکہ پراکسی جنگ کر رہا ہے اور تمام یورپی ممالک اُس کا ساتھ دے رہے ہیں جبکہ شام کی حکومت کو روس، چین اور ایران کی پشت پناہی حاصل ہے گویا دونوں طرف عالمی قوتیں برسرِ پیکار ہیں لہٰذا یہ جنگ عالمی جنگ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حقیقی مسلمان بنیں اور پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی کوشش کریں تاکہ دنیا بھر کی اسلام دشمن قوتوں کو دندان شکن جواب دیا جا سکے۔ اور ہم خود فلاحِ اُخروی حاصل کر سکیں۔ (5 اکتوبر 2012ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی' پاکستان)

"ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے"

موت و حیات اور تصورِ فلاح

آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 28 ستمبر 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ آل عمران کی آیت 185 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

بھائیو! آپ میں سے اکثر حضرات کے علم میں ہو گا کہ اسی ہفتے کے دوران میں میری ایک ہمشیرہ کا انتقال ہوا۔ وہ جرمنی میں علاج کے لیے گئی ہوئی تھیں، مگر جاں بر نہ ہوسکیں اور وہاں سے اُن کی میت آئی ہے۔ یہ پورا ہفتہ اسی سانحہ کے مختلف مراحل یعنی میت کو باہر سے منگوانے اور اُس کی تجہیز و تکفین میں گزرا ہے۔ نماز جنازہ میں بہت سے ساتھیوں نے شرکت کی ہے۔ ٹیلی فون کے ذریعے بھی بہت سے احباب کے تعزیتی پیغامات آئے۔ بہت سے علماء کرام کی طرف سے بھی تعزیتی پیغامات موصول ہوئے۔ میں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمارے غم میں کسی بھی طریقے سے شریک ہوئے۔ تعزیت کے دوران میں بہت سے لوگ ہمشیرہ اور ہماری فیملی کے بارے میں پوچھتے رہے۔ اس اعتبار سے میں چاہ رہا ہوں کہ ان کو یہ تفصیلات معلوم مہیا کی جائیں اس لئے کہ جو لوگ بھی ہمارے اس غم میں شریک ہوئے، یہ ان کا حق ہے۔ دوسرے نماز جنازہ کے موقع پر میں نے چند آیات کی تذکیر کی کوشش کی تھی۔ لیکن وقت بہت کم تھا۔ وہ میں چاہ رہا ہوں کہ آج زیادہ تفصیل سے آپ کے سامنے رکھوں۔

ماشاء اللہ میری پانچ بہنیں ہیں۔ ان میں مرحومہ کا نمبر چوتھا تھا۔ ہم اللہ کے فضل و کرم سے نو بہن بھائی ہیں۔ والد محترمؒ کی حیات میں کوئی اس طرح کا حادثہ نہیں ہوا اور نو بہن بھائی برقرار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح کے صدمہ سے بچائے رکھا۔ ہم بہن بھائیوں میں سب سے بڑے دو بھائی ہیں۔ سب سے بڑے ڈاکٹر عارف رشید صاحب ہیں، پھر میں ہوں۔ پھر چار بہنیں ہیں۔ پھر ایک بھائی ہے۔ پھر ایک بہن، پھر ایک بھائی ہے۔ ہماری بہنوں میں تو مرحومہ کا چوتھا نمبر تھا، البتہ مجموعی طور پر بہن بھائیوں کے اعتبار سے وہ چھٹے نمبر پر تھیں۔ لیکن بہر حال اللہ کی طرف سے اُن کا بلاوا پہلے آیا۔ کون پہلے جائے گا کون بعد میں، یہ فیصلے اللہ کے ہیں۔ والد محترم کی وفات کے بعد سب سے پہلے وہی اُس جہان میں پہنچی ہیں، جہاں ہم سب کو پہنچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور ہمیں صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

موت زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ قرآن مجید میں تین مقامات میں یہ بات کھولی گئی کہ ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موت وہ اٹل حقیقت جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ کوئی شخص اللہ کا انکار کرسکتا ہے، آخرت کو ماننے سے انکاری ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ کوئی اس دنیا کے بارے میں شک وشبہ ظاہر کرسکتا ہے کہ اس کا وجود حقیقی ہے یا نہیں جیسے کہ بہت سے لاادری فلسفی یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم یہاں دیکھتے ہیں یہ حقیقی نہیں ہے بلکہ ہم یونہی خواب دیکھ رہے ہیں۔ پس ہر چیز کا انکار ہوسکتا ہے، مگر موت کا انکار نہیں ہوسکتا۔ جو شخص بھی اس دنیا میں آیا، اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ البتہ حکمت امتحان کے تحت کسی کو بھی موت کا وقت نہیں بتایا گیا۔ آپ کو معلوم ہے جس مریض کو بتا دیا جائے کہ اس کی زندگی کے صرف چند مہینے باقی رہ گئے ہیں، تو اس کی کیفیت ہی کچھ اور ہو جاتی ہے۔ وہ مرنے سے پہلے ہی نفسیاتی طور پر مرجاتا ہے۔ چونکہ ہمیں موت کے وقت کا علم نہیں ہے، لہٰذا ہم پر موت کا خوف طاری نہیں ہوتا، اور ہم یہاں کی رنگینیوں، یہاں کی مصروفیات، یہاں کی زیب و زینت میں منہمک رہتے ہیں۔ ہمارا دین یہ کہتا ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی کو یاد کرو، مگر ہم موت کے تصور کو اپنے ذہن سے جھٹکتے رہتے ہیں، تاکہ وہ ہمارے عیش وعشرت میں مخل نہ ہو۔

قرآن مجید میں جن تین مقامات پر اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے، کہ موت کا مزہ ہر نفس کو چکھنا ہے، اُن میں سے ایک مقام سورۂ آل عمران میں ہے۔ اِس کے علاوہ یہ بات سورۂ عنکبوت اور سورۂ انبیاء میں آئی ہے۔

سورۂ آل عمران میں فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ﴾

"ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس پر ہم خوشی مناتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ بچہ جو پیدا ہوا ہے، اسے زندگی کے مسائل، آزمائشوں اور یہاں کی خوشی اور غمی کے حالات سے گزرتے ہوئے بالآخر موت کا کڑوا گھونٹ پینا پڑے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ اس پر موت کا سخت مرحلہ بھی آئے گا۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ﴾

"اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔"

اب دونوں باتوں کو جوڑیں۔ بین السطور جو سب سے بڑی حقیقت مخفی ہے اور جسے قرآن نے کئی اور جگہوں پر بہت واضح کیا یہ ہے کہ یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے، دار الجزا نہیں ہے۔ زندگی بس دنیا ہی کی زندگی نہیں۔ موت پر زندگی کا خاتمہ نہیں ہو جائے گا بلکہ یوم قیامت تمہیں دوبارہ جی اُٹھنا ہے، اور وہاں اپنے

اعمال کا پورا پورا حساب دینا ہے۔ یہ دنیا کے کمرۂ امتحان میں تم جو کچھ کرتے ہو، اس کا پورا پورا بدلہ وہاں پاؤ گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک ایک لاکھ سے زائد نبی اور کئی سو رسول یہی پیغام دیتے آئے کہ اصل زندگی وہاں ہوگی۔ یہ دنیا تو امتحانی وقفہ ہے۔ یہاں تمہارا ایک ایک عمل ریکارڈ ہو رہا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ خود السمیع اور البصیر ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ تمہارے ہر عمل حتیٰ کہ دل کے ارادے سے بھی آگاہ ہے، لیکن اُس نے اضافی طور پر تمہاری تسلی کے لئے تمہارے ساتھ معزز لکھنے والے فرشتے (کراماً کاتبین) بٹھا دیئے ہیں۔ ان کا کام ہی نوٹ کرنا ہے۔ یہ اعمال نامہ جو تیار ہو رہا ہے آخرت میں تمہارے ہاتھ میں دے دیا جائے گا اور اسی کے مطابق حساب ہونا ہے۔ اس کے بعد فرمایا گیا:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ﴾

''جو کوئی جہنم کی آگ سے بچا لیا گیا اور داخل کر دیا گیا جنت میں، پس وہ ہے کامیاب۔''

ہم بعض بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کو اپنی کامیابی قرار دے بیٹھتے ہیں۔ ایک بچے کے ذہن میں کامیابی کا تصور شاید یہ ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ سکول سے چھٹیاں مل جائیں۔ ذرا آگے بڑھتے جائیں تو کامیابی کے تصورات یونہی بدلتے جاتے ہیں۔ انسان اپنی دنیا کی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کو بڑی کامیابی کہنے لگتا ہے۔ اس لیے کہ انسان کی عقل ناقص ہے۔ اصل کامیابی یا ناکامی کا تعین کرنے والا ہمارا خالق و مالک ہے۔ کامیابی اور ناکامی کا حقیقی تصور وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اللہ نے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ کامیاب شخص صرف وہ ہے جو جہنم کی آگ سے بچا لیا اور جنت میں داخل کر لیا گیا۔ اور جسے جہنم میں ڈال دیا گیا وہ دنیا میں چاہے بل گیٹس کے مقام کو پہنچا ہو حقیقت میں وہ ناکام ترین انسان ہے۔ دنیا کی ساری کامیابیاں بھی آخرت کی کامیابی کے مقابلے میں ہیچ ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ دنیا و آخرت کی زندگی کی نعمتوں، آسائشوں اور دکھوں کا کوئی تقابل ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اس حوالے سے اُس حدیث میں ہمارے لیے بڑا سبق ہے جو حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو (دنیا میں) سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا تھا، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس سے دریافت کیا جائے گا، اے آدم کے فرزند! کیا تو نے (دنیا میں) کبھی کوئی بھلائی دیکھی تھی؟ کیا (دنیا میں) تجھ پر کوئی نعمتوں کا دور گزرا تھا؟ وہ کہے گا نہیں! اے میرے پروردگار! اللہ کی قسم (میں نے دنیا میں کبھی کوئی بھلائی اور نعمت نہیں دیکھی) اور اسی طرح جنتیوں میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تنگی اُٹھانے والا ہوگا، اسے جنت میں غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تو نے (دنیا میں کبھی کوئی) تنگی دیکھی تھی؟ اور کیا تجھ پر کبھی سختی کا دور آیا تھا؟ وہ جواب دے گا، نہیں! اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! مجھ پر کبھی تنگی نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔'' (رواہ مسلم)

پس اصل حقیقی اور دائمی زندگی آخرت کی ہے۔ صحیح معنوں میں کامیاب صرف وہ لوگ ہیں جو وہاں کامیاب ہوں گے اور جو وہاں پر ناکام ہو گئے اُن کی ناکامی اصل ناکامی ہوگی۔ اور انسانوں کی عظیم اکثریت کا شمار انہی لوگوں میں ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۱۸۵)﴾

''اور دنیا کی زندگی نہیں ہے، مگر دھوکے کا سامان۔''

اگرچہ اس اعتبار سے دنیا کی بڑی اہمیت ہے کہ یہ مہلت عمل ہے۔ انہی محدود لمحات میں ہم جو عمل کریں گے اُسی کا نتیجہ ابدی طور پر نکلے گا۔ وہاں کی کامیابی یا ناکامی اسی دنیا میں کیے گئے اعمال کی بنیاد پر ہوگی۔ لیکن یہ دھوکے کا سامان ان معنوں میں ہے کہ بالعموم انسان اس امتحان گاہ کو ہی اصل زندگی سمجھ بیٹھتا ہے، اور یہیں کی کامیابی کے چکر میں کھویا رہتا ہے۔ یہیں کی آسائشوں کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں لگا دیتا ہے، اور اپنی حقیقی اور دائمی زندگی کی کامیابی اور نارِ جہنم سے رہائی کو جو اس کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، فراموش کیے رکھتا ہے۔ فریب دنیا کے اندر اتنی جاذبیت اور کشش ہے کہ یہی چند روزہ زندگی اُسے کل زندگی نظر آتی ہے اور اصل زندگی جس کی ہر رسول اور نبی خبر دیتا رہا، اس کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی۔

سورۃ العنکبوت میں موت کے یقینی ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (۵۷)﴾

''ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔''

یہ تمہارا عارضی گھر ہے۔ یہاں مستقل بسیرا نہیں ہے۔ مستقل رہنے کی جگہ آخرت ہے۔ مرنے کے بعد تمہیں میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ یہاں تمہیں تھوڑے عرصے کے لئے بھیجا گیا ہے اور تمہاری آزمائش کی جا رہی ہے۔ اس لئے اپنی اصل زندگی کی فکر کرو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں یوں رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا ہوا مسافر۔''

اب یہ سوال کہ آخرت میں کون لوگ کامیاب ہوں گے؟ آگے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (۵۸)﴾

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے۔''

یعنی کامیابی انہی کو ملے گی جو ایمان لائیں اور اس کے عملی تقاضوں کو پورا کریں۔ یہ نہ ہو کہ زبان سے عشقِ رسولؐ کے دعوے ہوں مگر عملاً اللہ کے دین اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ شریعت سے بغاوت ہو۔ یہ طرزِ عمل حقیقی ایمان والوں کا نہیں ہو سکتا۔ سچے مومن کی سیرت و کردار خود اس کے ایمان کی گواہی دیتی ہے۔ ایک شخص کی زندگی کے شب و روز ہی یہ بتا دیتے ہیں کہ اس کی اصل منزل کیا ہے؟ دنیا یا آخرت۔ اس کے لئے اسوۂ کامل محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات مطہرہ ہے یا زمانے کی روایات و رواجات۔ اس کا توکل و اعتماد دنیاوی مال و اسباب پر ہے یا مسبب الاسباب پر۔ اسلام کہتا ہے کہ جس شخص نے بھی مان لیا کہ اللہ ہی میرا رب ہے، اُسے پھر اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنی ہے، اُسی کی وفاداری کرنی ہے۔ یہی عمل صالح ہے۔ عمل صالح میں مسلمان سے سب سے پہلا تقاضا نماز ہے جو دین کا ستون ہے، لیکن افسوس کہ آج ہم اسی سے غافل ہیں۔ پھر اللہ سے وفاداری کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں، اس کے دین کے غلبہ کے لئے جہاد کریں۔ بہر کیف نجاتِ اُخروی کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کی قید آپ کو قرآن میں ہر جگہ ملے گی

ایمان اور عمل صالح کی راہ پر چلنے والوں کی جزا یہ ہوگی کہ ہم ایسے لوگوں کو جنت میں بالاخانے عطا کریں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ندیاں رواں

ہوں گی۔ اور یہ محنت کرنے والوں کی محنت کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔ دنیا میں محنت تو سب ہی کرتے رہے، مگر اہل ایمان کی محنت کا ہدف بالکل اور تھا۔ انہوں نے محنت دنیا بنانے کے لئے نہیں کی، بلکہ وہ زندگی بھر آخرت سنوارنے کے لئے کوشاں رہے۔ ایمان اور عمل صالح کی راہ پر چلنا آسان نہیں ہے۔ لہٰذا اُن کے سامنے بھی ہر ہر قدم پر دوراہا ہوتا تھا۔ ایک طرف نفس کے تقاضے تھے، اور دوسری طرف دین کے تقاضے۔ انہوں نے اپنے نفس کو لگام دے کر اپنے آپ کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے راستے پر ڈالا، اور نفس کے خلاف جہاد کرتے رہے۔ اللہ کو ماننے کے بعد رب کی مانی، نفس کی نہیں مانی۔ محمد رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنا شعار بنایا۔ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی۔ اس کے مقابلے میں برادری کی رسومات اور زمانے کے رواجات جو شریعت سے ٹکراتے تھے، انہیں دیوار سے دے مارا۔ یہ سخت ترین محنت تھی جو انہوں نے کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی محنت کا بہترین بدلہ پا لیا۔

آگے ایسے لوگوں کا ایک اور وصف یہ بتایا کہ

﴿ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (۵۹) ﴾

(یہ صلہ جس کا تذکرہ ہوا) اُن لوگوں کے لئے (ہے) جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔"

بندۂ مومن کی زندگی صبر سے عبارت ہے۔ نفس کے ساتھ کشمکش صبر و استقامت کی متقاضی ہوتی ہے۔ نفس ایک طرف زور لگا رہا ہوتا ہے جبکہ رب کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے۔ ایسے میں سچے اہل ایمان اپنے نفس پر قابو پاتے اور حق پر ثابت قدمی دکھاتے ہیں۔ انہیں صاف نظر آتا ہے کہ حرام کاروبار کے ذریعے بڑا روپیہ پیسہ ہاتھ آ سکتا ہے، بڑی آمدنی ہو سکتی ہے مگر وہ حرام میں نہیں پڑتے۔ سود اور رشوت سے حاصل ہونے والی زیادہ آمدنی سے اجتناب کرتے ہیں اور تھوڑی حلال آمدن پر اکتفا کرتے ہیں، تاکہ ہمارا رب ہم سے ناراض نہ ہو۔ دنیا پرستی کے جال میں پھنسے لوگ انہیں طعنے دیتے ہیں کہ دیکھو کیسے احمق ہیں کہ اتنے نادر مواقع ضائع کر رہے ہیں، مگر وہ طعنوں اور مخالفتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے اور جادۂ حق پر گامزن رہتے ہیں۔ وہ اس یقین سے سرشار ہوتے ہیں کہ رازق وہی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا۔ مشکل حالات سے وہی نکالے گا۔ ہمارا توکل صرف اُسی پر ہے۔

قرآن میں تیسرا مقام جہاں موت کے اٹل حقیقت ہونے کا تذکرہ کیا گیا، سورۃ الانبیاء ہے۔ فرمایا:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (35) ﴾

"ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور ہم تو لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آؤ گے۔"

اللہ نے واضح فرما دیا کہ موت سے کسی کو بھی مفر نہیں۔ اس کا مزہ ہر ایک کو چکھنا ہے۔ یہ بھی بتا دیا کہ ہم دنیا میں تمہیں آزما رہے ہیں، خیر سے بھی اور شر سے بھی۔ دنیا میں آدمی کو کبھی خوشی ملتی ہے اور کبھی غم دیکھنے پڑتے ہیں۔ انسان پر جو بھی حالات وارد ہوتے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے آزمائش ہوتے ہیں۔ لیکن انسان بہت کم فہم ہے۔ اُسے کامیابیاں ملتی ہیں تو اتراتا ہے۔ اُس میں فرعونیت پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ میری پلاننگ، میری منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے اور اللہ کو بھول جاتا ہے۔ وہ خدا فراموشی کی کیفیت میں کامیابی کے جشن مناتا ہے، جس سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ حیات دنیا کی آزمائش میں ناکام ہو گیا، اور اس نے اللہ کو ناراض کر دیا ہے۔ اگر آج ہم اپنے معاشرے میں دیکھیں تو 99 فی صد لوگوں کی یہی حالت دکھائی دے گی۔ اللہ تعالیٰ خوشی کے ساتھ ساتھ تکالیف اور مشکلات دے کر بھی آزماتا ہے۔ مومن کا کام یہ ہے کہ جو بھی تکلیف آئے اس پر صبر کرے۔ یہ خیال کرے کہ یہ من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے آزما رہا ہے کہ آیا میں صبر کرتا ہوں یا اُس سے شکوہ و شکایت کرتا ہوں۔ یاد رکھئے، اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت یقیناً ایمان والوں کے ساتھ ہے، لیکن اللہ پہلے انہیں آزمائش کی بھٹیوں سے گزارتا ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں مسلمانوں کو نئی امت کی تشکیل کی نوید سنائی گئی وہاں ایک تو یہ فرمایا کہ مومنو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، پھر یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ تمہیں و آزمائش کے مراحل ضرور طے کرنے ہوں گے۔ ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (۱۵۵) ﴾ (البقرہ) "اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔"

آزمائش وامتحان تو زندگی کا حصہ ہے۔ محبوب خدا رسول کریم ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ پر بھی راہ حق میں سخت آزمائش آئیں، بلکہ سوچنا پڑتا ہے کہ وہ کون سی آزمائش ہے جو آپ کی زندگی میں نہ آئی ہو۔ جب رسول خدا اور آپ پر ابتلائیں آئیں تو پھر عام لوگوں پر آزمائشیں کیوں نہ آئیں گی۔

دنیا و آخرت کی زندگی کا تقابلی ذکر بھی قرآن حکیم میں کئی مقامات پر کیا گیا ہے۔ میں یہاں صرف ایک آیت پر اکتفا کروں گا۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا:

﴿ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۶۴) ﴾

"اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔"

اگر آپ آخرت کے تصور اور یقین کو ہٹا دیں گے تو پھر یہ دنیا کھیل تماشا ہی بن کر رہ جائے گی، اسی طرح جیسے ایک ڈراما ہوتا ہے۔ ڈراما میں لوگوں کو مختلف کردار دے دئے جاتے ہیں۔ کسی کو بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔ کسی کو فقیر کا رول دے دیا جاتا ہے۔ کسی کو امیر اور کسی کو غریب بنا دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ عارضی اور نمائشی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ چند گھنٹے کے ڈرامے کے بعد یہ منصب، عہدے اور حیثیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہی حال ہماری دنیاوی زندگی کا ہے۔ پس فرق یہ ہے کہ ڈراما چند گھنٹوں پر محیط ہوتا ہے، جبکہ ہماری زندگی کا یہ دورانیہ 80,70,60 سال کے عرصے پر مشتمل ہوتا ہے۔ باقی جیسے ڈرامے میں دیئے گئے کردار عارضی ہوتے ہیں، اسی طرح دنیا کی زندگی کی کیفیات، عہدے اور حیثیتیں بھی عارضی ہوتی ہیں۔ اس مختصر سے عرصے میں اللہ تعالیٰ مختلف کیفیات سے دو چار کر کے ہمیں آزماتا ہے، کسی کا دولت کے ذریعے امتحان لیتا ہے اور کسی کو فقر کے ذریعے جانچتا ہے۔ کسی کو صحت و تندرستی دے کر آزماتا ہے، تو کسی کی بیماری کے ساتھ آزمائش کرتا ہے۔ کسی کا عزت اور مقام دے کر امتحان لیتا ہے، اور کسی کو بے توقیر، بے حیثیت اور بے نوا بنا کر پرکھتا ہے۔ پس یہ دنیا تو بس کھیل تماشا ہے، جبکہ آخرت دائمی زندگی اور ہمیشہ رہنے کا مقام ہے۔

اس موضوع پر گفتگو آئندہ بھی جاری رہے گی۔

(ان شاء اللہ)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

توہینِ رسالت پر مبنی فلم اور عوامی ردِ عمل

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء: قاری یعقوب شیخ (مرکزی رہنما جماعۃ الدعوۃ وسیکرٹری جنرل تحریک حرمت رسول)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی)
میزبان: وسیم احمد

سوال: یوم عشق رسولؐ منانے کے لیے ہماری حکومت نے دینی و سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر مشترکہ حکمت عملی کیوں نہیں اپنائی؟

قاری یعقوب شیخ: اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ کی حرمت، عزت اور وقار پر قربان ہونا ایک بندہ مومن اور مسلمان کا ایمان ہے۔ اسلامی حکومتوں اور ریاستوں کا بھی نقطۂ نظر یہی ہے۔ حکومت پاکستان نے ملعون ٹیری جونز کی طرف سے گستاخانہ فلم کو مکمل سپورٹ فراہم کرنے پر ردِّ عمل کے طور پر دوسرے اسلامی ممالک کی تائید میں یوم عشق رسولؐ منانے کا اعلان کیا۔ حکومت کا یہ اعلان خوش آئند ہے کہ اُس نے اپنا احتجاج ریکارڈ کروادیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک حکومت پاکستان کو یہ خوف بھی تھا کہ اگر حکومت نے ان دینی جماعتوں کا ساتھ دیا تو کہیں امریکہ اور یورپ ہم سے خفا نہ ہوجائیں، اور امریکہ اور نیٹو اتحاد میں کہیں دراڑیں نہ پڑ جائیں نیز ہمیں امریکہ کی جانب سے جو قرضہ مل رہا ہے وہ کہیں بند نہ ہوجائے۔ درحقیقت عوام کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے حکومتِ پاکستان نے یہ فوری اقدام کیا ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ حکومت تمام دینی و سیاسی جماعتوں کی مجلس مشاورت منعقد کرواتی، جس میں ایک حتمی لائحہ عمل طے کیا جاتا اور وفاق کی سطح پر صدر اور وزیراعظم مرکزی رہنماؤں کے ساتھ اس ریلی کی قیادت کرتے۔ نیز صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور گورنر خود باہر نکل کر بنفس نفیس عوام کو خود لیڈ کرتے۔ جیسا کہ ترکی میں سرکاری سطح پر ایک بہت بڑا احتجاجی مظاہرہ ہوا ہے جو دنیا کا سب سے بڑا اور پُر امن مظاہرہ تھا۔ پاکستان میں بھی اس انداز کا پُر امن احتجاج ہونا چاہیے تھا۔ جب ہمارے صدر، وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ عوام کے ساتھ سڑکوں پر نکلتے تو صورتِ حال بالکل مختلف ہوتی۔ ان سیاسی رہنماؤں کی طرف سے دینی جماعتوں کے ساتھ مشاورت نہ کرنے کی وجہ سے یہ سنگین صورتِ حال پیش آئی ہے۔ لیکن میں یہاں یہ بات کہنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ صورتِ حال اتنی سنگین بھی نہیں تھی جتنا ہمارے الیکٹرانک میڈیا نے بڑھا چڑھا کر اسے پیش کیا ہے۔ آپ دیکھیں، جب محترمہ بے نظیر بھٹو کی ہلاکت کا معاملہ ہوا تھا تو پورے پاکستان میں کتنی توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ ہوا تھا۔ اسی طرح آپ دیکھیں کہ اگر کسی پارٹی لیڈر کے خلاف کوئی بات ہوتی ہے تو کیسے یہ سب لوگ اسمبلیوں میں نہ صرف دست وگریبان ہوتے ہیں بلکہ سڑکوں پر آ کر ہنگامہ آرائی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ناموس کو ہمارے میڈیا نے پس پشت ڈال دیا اور یہ راگ

> **اگر امریکہ گستاخانہ فلم کے پروڈیوسر، ڈائریکٹر، ٹیری جونز اور فلم میں کام کرنے والے تمام اداکاروں کو قرار واقعی سزا نہیں دیتا تو ہمیں اس کے ساتھ معاشی، معاشرتی، سفارتی، عسکری اور تہذیبی ہر قسم کا تعلق ختم کر دینا چاہیے**

الاپنا شروع کر دیا کہ اتنے سینما گھروں کو جلا دیا گیا ہے، اتنے بینکوں کو لوٹ لیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ یہ جو کچھ ہوا ہے وہ صحیح ہوا ہے، کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی جن کی ناموس کے تحفظ کے نام پر احتجاج کے لیے ہم باہر نکلے ہوئے ہیں، کبھی متشدد راستے کو اختیار کرنے کی تلقین نہیں فرمائی۔ لہٰذا اپنی ملکی املاک اور اثاثوں کو جلانا یہ عمل صریحاً حماقت ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ تمام اسلامی ممالک کے سفیروں کو بلایا جاتا اور OIC کا اجلاس منعقد کروایا جاتا اور تمام اسلامی ممالک یک جان ہو کر اپنا احتجاج عالمی سطح پر ریکارڈ کراتے۔ لیکن اس سلسلے میں بھی ہم نے انتہائی غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ صرف ملک کے اندر کال دینے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے تقاضے پورے نہیں ہوجاتے ہیں، بلکہ بیان بازی سے بڑھ کر اب بات آگے جائے تو صورتِ حال بہتر ہوسکتی ہے، وگرنہ یہ گستاخ لوگ اسی طرح سے نہ صرف جسارت کرتے رہیں گے بلکہ اس سلسلے کو تسلسل اور دوام دیتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر صاحب کو اس سلسلے میں احتجاجاً امریکہ کا دورہ منسوخ کر دینا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس گستاخانہ فلم کی وجہ سے ہماری نہ صرف دِل آزاری ہوئی ہے بلکہ عوام میں امریکہ کے حوالے سے انتہائی غم وغصہ بھی پایا جاتا ہے۔ صدر صاحب کی طرف سے دورہ منسوخ کرنے سے دُنیا کو پاکستان کے حوالے سے یہ پتہ چلتا کہ پاکستان جو ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم مملکت ہے، اُس کے صدر نے اپنے نظریہ کی پاسداری کرتے ہوئے امریکی دورے کا بائیکاٹ کیا ہے۔

سوال: OIC، عرب لیگ اور اقوامِ متحدہ کی گستاخانہ فلم پر پُراسرار خاموشی کیا معنی رکھتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ نے جن تین اداروں کا نام لیا ہے اس حوالے سے میں اپنی بات کا آغاز UNO سے کرتا ہوں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب لیگ آف نیشنز دم توڑ گئی تو UNO کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دراصل لیگ آف نیشنز مغربی ممالک کے مطالبات اُس طرح سے پورا نہیں کر رہی تھی جیسا کہ وہ چاہتے تھے۔ لہٰذا نئی تنظیم اقوام متحدہ قائم کی گئی اور اُس میں سلامتی کونسل کی بنیاد رکھی گئی اور چند بڑی سپر طاقتوں کو جن میں امریکہ، روس، فرانس اور برطانیہ شامل تھے، ویٹو پاور کا حق دے دیا گیا۔ بعد میں چین کو بھی یہ حق دے دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ آپ اقوام اور ممالک میں فرق کیوں رکھتے ہیں کہ کچھ ممالک تو صرف ووٹ دے سکتے ہیں اور اُن کے مقابلے میں کچھ ممالک کو یہ حق حاصل ہے کہ اُس ووٹ کی بنیاد پر ہونے والے فیصلے کو جب چاہیں ویٹو کر دیں۔ یہ تو آپ کے اپنے جمہوری اصول کی نفی ہے۔ بہرکیف UNO کا قیام خالصتاً سامراجی نظام کے تحفظ کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ اسی غرض سے UNO کے دفاتر نیویارک میں قائم کیے گئے۔ UNO کے ادارے میں سیکرٹری جنرل ہی سب کچھ ہوتا ہے، لیکن یہ سیکرٹری جنرل اُس وقت تک کوئی اقدام نہیں کر سکتا، نہ کوئی بیان ہی دے سکتا ہے جب تک اسے امریکہ کی تائید اور اجازت حاصل نہ ہو۔ اقوامِ متحدہ تو ہے ہی اُنھی کی جنہوں نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ آپ اس سے خیر کی کیا توقع رکھتے ہیں۔ آپ نے صدر اُوباما کا یہ بیان بھی سن لیا ہوگا جس میں اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ ”ہم گستاخانہ فلم پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتے کیونکہ یہ آزادی اظہار رائے کا معاملہ ہے۔“ اب جہاں تک تعلق

OIC کا معاملہ ہے تو اُس کا کردار نہایت افسوسناک ہے۔ اگر دیکھا جائے تو گستاخانہ فلم اور توہین آمیز جسارتوں کی زد تو اِن مسلم ممالک اور اُن کی اس تنظیم OIC پر پڑی تھی۔ اصل کام تو ان مسلم حکمران کا تھا کہ اُس کے خلاف اُٹھتے۔ سب نے دیکھا کہ اُس عظیم ترین ہستی کی توہین ہوئی ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ وجود میں آئی ہے۔ آپ ﷺ کی مبارک ہستی کی بدولت ہی ہمارا وجود ہے۔ اگر ہم آپ ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر ہمارا مسلمان ہونے کا کوئی مقصد ہی باقی نہیں رہتا۔ یہ دین بے شک اللہ تعالیٰ کا ہے، مگر ہمارے پاس اِس عظیم دین کو پہنچانے والی عظیم ہستی آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہی تو ہے۔ اِس معاملے میں ہم آپ ﷺ کے محتاج ہیں۔ افسوس اور انتہائی دکھ کی بات ہے کہ OIC اس معاملے میں سخت ردعمل تو درکنار اپنا ایک سربراہی اجلاس بھی نہیں کر سکی۔ OIC کو کوئی مجبوری بھی نہیں تھی۔ اصل بات یہ تھی کہ اِن 57 مسلمان ملکوں کو یہ خوف لاحق تھا کہ کہیں امریکہ اُن سے ناراض نہ ہو جائے اور کہیں ہمارا تیل بکنا بند نہ ہو جائے۔ اگر OIC اپنا سربراہی اجلاس بلاتی تو پھر کوئی قرارداد منظور ہوتی اور کوئی لائحہ عمل طے ہوتا اور اُس پر متفقہ طور پر عمل درآمد کیا جاتا۔ لیکن OIC کی جانب سے ایسا کچھ بھی نہیں ہوسکا۔ اب آیئے، عرب لیگ کی جانب۔ عرب لیگ میں OIC کے ممبر ممالک ہی شامل ہیں۔ لیکن OIC ایک بڑا ادارہ ہے جبکہ عرب لیگ ایک چھوٹا ادارہ ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر OIC اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکی ہے تو عرب لیگ جو عملاً اسی OIC کا حصہ ہے وہ کیا کر پائے گی۔ اگرچہ پاکستان کا درجہ امریکہ کے غلاموں میں سرفہرست ہے لیکن اس معاملے میں حکومت پاکستان نے عوامی دباؤ کے تحت جو یومِ عشق رسول ﷺ منایا ہے اُس نے بین الاقوامی سطح پر یہ پیغام ضرور دے دیا ہے کہ ہمارے عوام اس گستاخی پر کیا چاہتے ہیں۔ بہر کیف مسلمان حکمرانوں کی اسی مجرمانہ غفلت سے کفار کی دیدہ دلیری بڑھ رہی ہے۔ خبر آئی ہے کہ You Tube پر پہلے تو یہ گستاخانہ فلم 19 منٹ کی تھی اور اب غالباً اس کا دورانیہ 74 منٹ کا کر دیا گیا ہے۔

سوال : ہمارے وزیر اعظم نے یوم عشق رسول ﷺ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں۔ یہ آزادی رائے نہیں، فساد فی الارض ہے۔ توہین رسالت کو عالمی سطح پر جرم قرار دیا جائے۔ اسی طرح کے خیالات کا اظہار صدرِ پاکستان آصف علی زرداری نے بھی جنرل اسمبلی کے جلاس میں کیا ہے۔ کیا امریکہ پر ہمارے لیڈروں کے ایسے بیانات کا کچھ اثر ہوتا ہے؟

قاری یعقوب شیخ : راجہ پرویز اشرف ایک اسلامی ملک کے وزیر اعظم ہیں اور میرے نزدیک یہ اُن کے ایمان کی دلیل ہے کہ اُنھوں نے نہایت عمدہ بیان دیا ہے۔ بلاشبہ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں گستاخی کی جسارتوں سے فساد، تباہی اور تہذیبوں کا بھی ٹکراؤ پیدا کیا جا رہا ہے۔ میرے نزدیک یہ ٹکراؤ تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہے۔

اقوامِ متحدہ کی حیثیت امریکہ کی باندی اور زرخرید غلام سے بڑھ کر کچھ نہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی UNO بنائیں جو ایک فعال ادارہ ہو

اب اگر تیسری عالمی جنگ ہوئی تو وہ حرمت رسول ﷺ پر ہوگی۔ ہمارے وزیر اعظم نے بروقت یہ بڑی زوردار بات کی ہے۔ لیکن اُن کے منصب کا یہ تقاضا تھا کہ وہ بیان دینے سے بڑھ کر کوئی عملی قدم اٹھاتے۔ وزیر اعظم کے پاس نہ صرف مسلح فورس ہوتی ہے بلکہ تمام حکومتی ادارے اور تینوں مسلح افواج کی کمانڈ اینڈ کنٹرول ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی حرمت کے حوالے سے بھی اگر ہماری جانب سے کسی قسم کی سستی دکھائی جاتی ہے تو میرے خیال میں پھر مسلمانوں کو اس دُنیا میں جینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک دن امام مالکؒ سے یہ پوچھا کہ گستاخِ رسول کی کیا سزا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ”اُس امت کے زندہ رہنے کا کیا جواز ہے جس کے نبی ﷺ کو گالی دی جائے۔“ پس ناموس رسالت کا تحفظ ہماری زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔ یہ ہمارے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ وزیر اعظم کی جانب سے امریکہ کو نہ صرف مضبوط پیغام جانا چاہیے بلکہ اگر امریکہ ٹیری جونز اور اُس گستاخانہ فلم کے پروڈیوسر، ڈائریکٹر اور اس فلم میں کام کرنے والے اداکاروں کو قرار واقعی سزا نہیں دیتا تو ہمیں امریکہ کے ساتھ معاشی، سفارتی، عسکری، معاشرتی اور تہذیبی ہر قسم کا تعلق ختم کر دینا چاہیے۔ کیونکہ یہ ہمارے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ایک مسلمان ملک کے صدر اور وزیر اعظم کے لیے اپنے فرض منصبی کے مطابق اِن تمام تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔ ہمارا نقطۂ نظر تو یہ ہونا چاہیے کہ یا تو گستاخِ رسول ﷺ زندہ نہ رہے یا پھر امت مسلمہ زندہ نہ رہے۔ اسی سوچ کو مدنظر رکھتے ہوئے صدر، وزیر اعظم اور آرمی چیف کو تمام دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین کو اکٹھا کر کے اُن کا ایک اجلاس بلانا چاہئے تھا اور اُس اجلاس میں مصر، ترکی، سعودی عرب اور تمام اسلامی ممالک کے سربراہان کو بلایا جاتا۔ جس میں اس حوالے سے آئندہ کا لائحہ عمل طے ہوتا۔ اگر ہمارے حکمران یہ اقدامات کر لیتے تو میرے نزدیک نہ صرف ملک کے لیے بلکہ ہمارے حکمرانوں کی بقا کے لیے بھی بہتر ہوتا۔ وگرنہ خالی دعووں سے کچھ ہونے والا نہیں ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ صدر اُوباما نے یہ بیان دیا ہے کہ وہ اس بیہودہ اور گستاخانہ فلم پر پابندی نہیں لگا سکتا ہے۔ جس طرح اُس گستاخانہ فلم میں دکھایا گیا ہے وہ تو انسانی اقدار اور اخلاق کے بھی یکسر منافی ہے۔ اِس سے تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ امریکی معاشرہ ایک انسانی معاشرہ نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ حیوان ہیں اور خود اُوباما اِن حیوانوں کا چیف ہے۔ درحقیقت اُوباما نے یہ بیان دے کر نہ صرف حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بھی گستاخی اور ان کی توہین کی ہے۔

سوال : یوم عشق رسول ﷺ کے حوالے سے ہمارے الیکٹرانک میڈیا کے کردار بارے آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے نزدیک الیکٹرانک میڈیا نے اس روز انتہائی گھناؤنا کردار ادا کیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں مسلکی اختلافات بھی پائے جاتے ہیں، لیکن اُن میں 90 فیصد سے زیادہ معالات پر باہم اتفاق ہے۔ افسوس کہ ہمارا الیکٹرانک میڈیا جب بھی ذکر کرتا ہے وہ جان بوجھ کر اُن 10 فیصد اختلافات کا ذکر کر کے جلتی پر تیل کا کام کرتا ہے۔ یوم عشق رسول ﷺ کا اعلان کسی سیاسی و دینی جماعت کی بجائے حکومتِ پاکستان نے کیا تھا۔ لہٰذا حکومت پاکستان کا اوّلین فرض یہ تھا کہ صدر اور وزیر اعظم خود سڑکوں پر نکل کر عوامی جلوس کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے۔ اِس سے یقینی طور پر جو توڑ پھوڑ اور قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہو، وہ نہ ہوتا، لیکن ہمارا میڈیا صرف متشدد مناظر پوری دُنیا کو دکھاتا رہا۔ مثال کے طور پر مال روڈ پر پُرامن جلوس تھا جسے میڈیا نے ہائی لائٹ نہیں کیا۔ اُس کے مقابلے میں امریکی قونصلیٹ آفس پر جو توڑ پھوڑ ہوئی، اگرچہ ہم اُس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میڈیا کے کیمرے صرف اُنہی مناظر کو فلماتے رہے۔ جن لوگوں نے خاموشی کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کیا، انہیں میڈیا نے بالکل نہیں دکھایا۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں زیادہ تر مسلمان بے عمل ہیں، لیکن آپ

دیکھیں کہ یہاں کا ایک بدقماش آدمی بھی حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس کے معاملے میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ لوگ اس روز اپنی مرضی سے بغیر کسی کال اور رہنمائی کے اپنے گھروں سے باہر نکلے ہیں۔ اُس روز سیاسی و دینی جماعتوں کے سربراہوں نے صرف شٹر ڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتال کی کال دی تھی اور ہڑتال یقینی طور پر بے مثال ہوئی ہے، لیکن جب لوگ سڑکوں پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے نکلے تو اُس وقت عوامی جذبات کو کنٹرول کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اِن پُر امن عوامی جلوسوں کو ایک پُر تشدد بنانے میں انہی امریکی ایجنٹوں نے اہم کردار ادا کیا ہے جنھیں امریکہ نے ہزاروں ویزے دے کر ہمارے ملک میں دہشت گردی کرنے بھیجا ہوا ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ ہمارے کچھ لوگوں نے بھی اشتعال میں آکر اِن پُر تشدد کارروائیوں میں حصہ لیا ہوگا۔ لیکن زیادہ تر امکان انہی امریکی ایجنٹوں کے ملوث ہونے کا ہے جنھیں ہمارے ملک میں دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔ ہمارے ایک دوست نے ہمیں بتایا کہ اس روز اسرائیلی ٹی وی صرف توڑ پھوڑ کے مناظر ہی دکھاتا رہا ہے۔

سوال: امریکہ اور دیگر صلیبی و صیہونی طاقتیں آزادی اظہار رائے کی آڑ میں عملاً توہین اسلام جیسی وارداتوں کا دفاع کر رہی ہیں۔ اس پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

قاری یعقوب شیخ : صدر اوباما کو اِس وقت اپنی صدارت کی فکر ہے۔ وہ صدارتی انتخابات میں دوبارہ کامیاب ہونا چاہتا ہے لہٰذا اِس حوالے سے اُسے اپنے عوام کی مکمل حمایت کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس کی پشت پر جو یہودی لابی کارفرما ہے وہ انھیں خوش کرنا چاہتا ہے، تاکہ آئندہ بھی وہ صدر منتخب ہو سکے۔ اظہار رائے کے حوالے سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں قرآن اور نبی کریم ﷺ پر بات کرنے کی بھی مکمل آزادی ہے، لیکن Holocoast کے حوالے سے وہاں کسی کو بات کرنے کی آزادی نہیں۔ اُن کی اسلام دشمنی دیکھئے کہ اُن کے کفر کے اماموں کو گالی دینا، برا بھلا کہنا، ہولوکاسٹ کو مبالغہ آمیز کہنا تو درکنار، وہ اس کے متعلق بات سننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کے امام اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ مبارک میں گستاخی کو وہ جائز تصور کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ دین محمد مصطفیٰ ﷺ کے تیزی کے ساتھ بڑھنے سے سخت خوف زدہ ہیں۔ مغرب اسلاموفوبیا میں مبتلا ہے۔ انھیں پریشانی اِس بات کی ہے کہ اِن کا نوجوان طبقہ تیزی کے ساتھ ان کے ہاتھ سے نکل کر دائرہ اسلام میں داخل ہو رہا ہے۔ اس وقت حال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں قرآنِ پاک کی اشاعت کے ادارے مغرب میں قرآن پاک کی ڈیمانڈ کو پورا ہی نہیں کر پا رہے ہیں۔ اسی لیے وہ کسی نہ کسی طرح اسلام کے اس سیلاب کو روکنا چاہ رہے ہیں، لیکن اسلام کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا ممکن نہیں۔ لہٰذا اب وہ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے ہیں۔

سوال: اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری نے کہا ہے کہ گستاخانہ فلم کے اقدام کو تحفظ نہیں دیا جائے گا۔ جبکہ امریکی حکومت اس گستاخانہ فلم کے تمام کرداروں کو مکمل تحفظ دے رہی ہے۔ کیا UNO توہین رسالت کے حوالے سے عالمی سطح پر کوئی قانون وضع کر پائے گا؟

قاری یعقوب شیخ : آپ دیکھیں کہ UNO کا سیکرٹری جنرل تو صدر اُوباما کے سامنے محض ایک کلرک کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ امریکی صدر کے اشارے کے بغیر UNO کا سیکرٹری جنرل کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ UNO امریکی باندی اور زر خرید غلام سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔ امریکہ نے صرف دُنیا کو دھوکا دینے کے لیے UNO کا ڈراما رچایا ہوا ہے وگرنہ UNO اور اُس کے سیکرٹری جنرل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ متحد ہو کر اپنی الگ UNO بنائیں، جو اپنی اہمیت کے ساتھ ساتھ ایک فعال ادارہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُوباما کا یہ بیان UNO کے سیکرٹری جنرل کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ ہم مسلمانوں کو اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ UNO کے سیکرٹری جنرل نے ایسا بیان دیا ہے۔

سوال : آپ کے خیال میں عشق رسول ﷺ کے حقیقی اور عملی تقاضے کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا : عشق رسول ﷺ کے حقیقی اور عملی تقاضوں کو اگر مختصراً بیان کیا جائے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔ آپ ﷺ کی پیروی کا نام دین ہے۔ یعنی آپ ﷺ نے جو کچھ کیا اسے کرنے اور جو کچھ نہیں کیا اُس سے بچنے کا نام دین ہے۔ آپؐ دنیا کی واحد شخصیت ہیں جن کی روشن زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پہلو تمام ریکارڈ ہے۔ آپ ﷺ کا ہر ہر عمل اور ادا کو نقل کرنا سنت ہے، جس پر چل کر ایک مسلمان نہ صرف ثواب حاصل کرتا ہے، بلکہ آپ ﷺ کی ہر ادا کی پیروی ایک مسلمان کے لیے باعث نجات ہے۔ لیکن ایک سنت آپ ﷺ کی ایسی ہے جو آپؐ نے ہر لحظہ اور ہر وقت جاری و ساری رکھی، اور وہ آپ ﷺ کی اقامت دین کے لئے سعی و جہد کی سنت ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ مکہ سے مدینہ ہجرت کے لئے نکلتے ہیں تو اس پُر خطر سفر کے دوران بھی آپ ﷺ کو ایک شخص ملتا ہے تو آپ ﷺ اُسے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ یہی آپ ﷺ کا اصل مشن ہے۔ یہ آپ ﷺ کی مستقل سنت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو اس زمین پر قائم کرنے کی جدوجہد۔ اگر ہم مسلمان ابھی تک اعدائے اسلام کے ہاتھ توڑنے اور اِن کی زبانیں کھینچنے میں ناکام ہوئے ہیں تو اُس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کی اس سنت کو چھوڑ دیا ہے کہ اسلام کے نظام عدل و قسط کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی جائے۔ اس موقع پر میں خاص طور پر پاکستان کا حوالہ دوں گا، کیونکہ 57 اسلامی ملکوں میں یہ واحد ملک ہے جس کی بنیاد ہی لا الہ الا اللہ پر رکھی گئی ہے۔ اس حوالے سے ہم پر دین نافذ کرنے کی ذمہ داری دوسرے اسلامی ممالک سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ پاکستان دُنیا کا پہلا اسلامی ایٹمی ملک ہے۔ اگر مادی ایٹمی طاقت کے ساتھ ساتھ ہمیں وہ روحانی اور دینی طاقت بھی حاصل ہو جائے جو اقامت دین سے ہوگی تو دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ لہٰذا اس حوالے سے ہماری یہ اوّلین ذمہ داری ہے کہ ہم اس ملک میں مکمل اسلامی نظام قائم کریں، عوامی سطح پر اس کے لئے بھرپور جدوجہد کی جائے، تاکہ ہماری یہ روحانی، دینی اور اخلاقی کمزوری جلد از جلد ختم ہو۔ پھر عالم کفر کے دریدہ دہنوں اور گستاخوں کو اِس بات کا ڈر ہوگا کہ اگر ہم نے اِن کے نبی پاک ﷺ کے خلاف کوئی بات کی تو یہ ہمیں سخت ترین سزا دیں گے۔ قانون سازی کے حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ باطل کی طاقت کسی قانون کو نہیں مانتی۔ ہمیں اسلامی نظام کو ملک میں نافذ کر کے طاقت حاصل کرنی چاہئے۔ جب سندھ میں ایک عورت نے اپنی بے حرمتی پر مسلمانوں کو پکارا تھا تو محمد بن قاسمؒ سندھ میں وارد ہو گئے تھے۔ اسی طرح سن 225ھ میں معتصم باللہ کے دورِ حکومت میں ایک غیر مسلم ملک میں ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی کا واقعہ ہوا تھا۔ اُس موقع پر معتصم باللہ نے اُس عورت کی پکار پر اُس شہر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔ لہٰذا ہماری اصل کمزوری یہی ہے کہ مسلمانانِ عالم بالعموم اور مسلمانان پاکستان بالخصوص اصل راہ اور مقصد سے بالکل ہٹ گئے ہیں۔ ہم نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے وعدہ خلافی کی ہے۔ جس کی سزا ہمیں یہ ملی کہ ہم دینی و دنیوی لحاظ سے انتہائی کمزور ہو چکے ہیں۔

(مرتب: وسیم احمد / محمد بدر الرحمٰن)

جنرل اسمبلی سے اوباما کا خطاب

حقائق کے آئینے میں

محبوب الحق عاجز

امریکی صدر کا اظہار خیال

اقوام متحدہ کے 67 ویں سالانہ اجلاس میں امریکی صدر باراک اوباما نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ (توہین رسالت پر مبنی) گستاخانہ فلم نے مسلم دنیا میں بے چینی پیدا کی۔ ہم گستاخانہ فلم جیسے اقدامات کی مذمت کرتے ہیں۔ توہین آمیز فلم سے امریکہ کا کوئی تعلق نہیں۔ فلم امریکہ کی بھی بے عزتی ہے۔ یہ لاکھوں امریکی مسلمانوں کے لئے بھی اشتعال کا باعث ہے۔ مسلمانوں کو عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں سے لڑانے کی سیاست دنیا کو آزادی نہیں دلا سکتی۔ لیکن یہ فلم پر تشدد مظاہروں کا جواز نہیں بن سکتی۔ گستاخانہ فلم کی مذمت کرنے والے چرچ جلانے کی بھی مذمت کریں۔ امریکی سفارتخانوں پر حملوں اور پاکستان میں ہلاکتوں کا کوئی جواز نہیں۔ ہم مذہبی آزادی اور مذہبی تحفظ پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم تحمل، برداشت اور مفاہمت کے رویوں کے حامی ہیں۔ دنیا میں تشدد اور عدم برداشت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ تمام ممالک انتہا پسندی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ مسلمانوں کے پیغمبر کی توہین کرنے والوں کے لئے مستقبل میں کوئی جگہ نہیں، تاہم امریکی آئین کی پہلی ترمیم یا آزادی رائے کی وجہ سے ہم گستاخانہ فلم پر پابندی نہیں لگا سکتے۔

امریکی صدر کی طرف سے توہین رسالت مآب پر مبنی گستاخانہ فلم کی مذمت قابل تحسین ہے۔ ایسا کر کے انہوں نے دنیا کے ڈیڑھ ارب سے زائد فرزندان توحید کے شدید غم وغصہ اور اشتعال و اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کی ہے جو اسرائیلی نژاد ابلیس صفت نکولا باسل نے اپنی شرمناک فلم کے ذریعے اُن میں پیدا کیا ہے، تاہم یہ مذمت یکسر نا کافی ہے۔ یہ مذمت تو امریکہ کی طرف سے پہلے ہی کر دی گئی تھی۔ مسلمانوں نے اوباما سے یہ مطالبہ تو کیا ہی نہیں تھا کہ امریکی صدر اس شیطانی فعل کی مذمت کر لیں تو ہم مطمئن ہو جائیں گے بلکہ اُن کا مطالبہ یہ تھا کہ نہ صرف گستاخانہ اور بے ہودہ فلم پر پابندی لگائی جائے بلکہ اس کے بنانے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور ایسی قانون سازی کی جائے کہ جس کی رو سے پیغمبر اسلام اور دوسرے مذاہب کے پیغمبروں کی توہین کو جرم قرار دیا جائے۔ صدر آصف علی زرداری نے بھی اپنی تقریر میں امریکہ اور عالمی برادری سے یہی پرزور مطالبہ کیا کہ اسلام مخالف فلم جیسے عمل کو مجرمانہ فعل قرار دے جس سے دنیا کا امن تباہ ہوا اور آزادی اظہار کے غلط استعمال سے دنیا کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے۔ یہ ایک جائز اور معقول مطالبہ تھا مگر امریکی صدر نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ انہوں نے آزادی اظہار رائے کی آڑ میں گستاخانہ فلم پر پابندی لگانے سے بھی انکار کر دیا اور عصمت انبیاء کے بارے میں قانون سازی کا بھی ذکر نہیں کیا۔ نیو یارک ٹائمز کے اداریہ نگار کے بقول اوباما نے اسلام مخالف فلم کے حوالے سے آزادی تقریر کا مؤثر دفاع کیا۔

آزادیٔ اظہار رائے: بنیادی حق

اظہار رائے کی آزادی انسان کا حق ہے۔ کوئی بھی معقول انسان اور مہذب سماج اس کا مخالف نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے اس حق کی جس قدر حفاظت کی ہے دنیا کا کوئی بہترین خیال کیا جانے والا نظام یا ازم بھی اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ دنیا کے شاید عمدہ سے عمدہ جمہوری ماڈل میں بھی یہ آزادی کسی کو حاصل نہ ہو گی کہ آدمی بھری محفل میں اپنے حکمران سے اُس کے لباس کے بارے میں سوال کر سکے کہ یہ کہاں سے آیا۔ مگر اسلام کے دور خلافت راشد میں ایک عام آدمی اُٹھ کر خلیفہ سے یہ سوال کرتا ہے کہ میری طرح آپ کو بھی بیت المال سے ایک چادر ملی تھی، جس سے آپ کا لباس نہیں بن سکتا تھا، پھر یہ کیسے بن گیا۔ اور خلیفہ اُس کو ٹوکنے یا خاموش کرانے کی بجائے بیٹے کے توسط سے اطمینان بخش جواب دیتے ہیں۔ یہ تو ایک مثال ہے، اسی طرح کی کئی مثالیں اسلامی تاریخ سے پیش کی جا سکتی ہیں۔

آزادیٔ اظہار رائے مطلق نہیں!

آزادی رائے کی اہمیت اپنی جگہ، تاہم امریکی صدر، مغربی بقراطوں اور مسلم دنیا کے اُن نام نہاد دانشوروں کو جو آزادی اظہار کی من مانی تعبیر کر کے اُس کا دفاع کرتے ہیں یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ نہ صرف اسلام بلکہ دنیا کی کوئی بھی تہذیب یافتہ سوسائٹی اظہار رائے کی مطلق آزادی کی روادار نہیں ہو سکتی۔ آزادی اظہار رائے کے لئے ہر نظام فکر حدود و ضوابط کا تعین کرتا ہے۔ آزادی اُسی حد تک ہوتی ہے جہاں تک دوسروں کی آزادی متاثر نہ ہو۔ یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ خیالات کا اظہار کس حد تک کیا جائے کہ اخلاقی قیود پامال نہ ہوں، ریاستی مفادات کو زک نہ پہنچے، سماج میں انتشار نہ پھیلے، دوسروں کی دل آزاری نہ ہو۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں جہاں آزادی اظہار رائے کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے کہ ''اپنے خیالات، معلومات اور آراء کا گورنمنٹ کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اظہار کرنا اظہار رائے کہلائے گا۔'' وہاں ساتھ ہی ہر اُس گفتگو یا رائے پر پابندی کی بات کی گئی ہے جو واضح اور حقیقی خطرے کی موجب ہو یعنی (1) کسی پر بہتان لگایا گیا ہو (2) فحاشی کی موجب ہو (3) کسی پر دباؤ ڈال کر مجبور کرنے کی کوشش ہو۔

آزادیٔ اظہار رائے پر اقوام متحدہ کی تحدیدات

اقوام عالم کی نمائندگی کی دعویدار تنظیم اقوام متحدہ جو بظاہر قیام امن کے لئے معرض وجود میں لائی گئی ہے کے ''اعلامیہ برائے سیاسی وسماجی حقوق'' جو جنرل اسمبلی نے 1966 میں منظور کیا تھا کے آرٹیکل 60 میں تشدد کے فروغ، نسلی تعصب، مذہبی منافرت اور کسی بھی قسم کے امتیازی رویے پر مبنی تقریر و تحریر پر پابندی کی بات کی گئی ہے۔ 2010ء اور 2011ء میں بھی اقوام متحدہ کی ''حقوق انسانی کونسل'' نے مذاہب، مذہبی علامات، محترم شخصیات حتیٰ کہ اسلام یا مسلمانوں کی توہین کو روکنے یا انہیں بدنام کرنے کے حوالے سے دو قرار دادیں منظور کی تھیں۔ اول الذکر قرار داد کا عنوان ''توہین مذاہب کے خلاف جنگ'' تھا۔ اس قرار داد میں خاص طور پر اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا تھا کہ 'اسلام کو اکثر و بیشتر

اور غلط انداز سے حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں اور دہشت گردی کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے اور مسلم اقلیتی برادری کی نگرانی کے لئے جو قوانین بنائے اور انتظامی اقدامات کئے جاتے ہیں، اُن کی مدد سے انہیں (مسلمانوں کو) نشانہ بنایا جاتا ہے۔'' قرارداد میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے متعصّبانہ اقدامات پر اظہار افسوس کیا گیا اور مذہبی منافرت پھیلانے کی مذمت کی گئی۔ مزید کہا گیا کہ ہر ایک کو اظہار رائے کی آزادی حاصل ہے، لیکن یہ کام خصوصی ذمہ داری اور احتیاط سے کرنا چاہئے۔ اس میں دوسروں کی عزت، قومی سلامتی، امن عامہ اور اخلاقیات کا خیال رکھنا چاہئے۔ ثانی الذکر قرارداد کا عنوان ''عدم برداشت، مذہب کے متعلق دقیانوسیت، مذہب یا عقائد کی بنیاد پر تشدد کے لئے اُکسانے یا پھر توہین کرنے کے خلاف جنگ'' تھا۔ اس قرارداد میں مذاہب کو بدنام کرنے، انتہا پسند تنظیموں کے اقدامات اور میڈیا کے رویے، اقدامات اور ایسے پروگراموں پر شدید تحفظات کا اظہار کیا گیا تھا جو مذاہب یا عقائد کے خلاف ہوتے تھے۔

آزادی اظہار پر تحدیدات مغربی ممالک میں

مغربی جمہوری ممالک آزادی رائے کے سب سے بڑے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سرد جنگ کے زمانے میں اشتراکیت کے زیر اثر ممالک اور عرب ممالک میں آزادی اظہار پر سخت بندشیں عائد کر کے اُس کا گلا گھونٹا گیا۔ اس کے مقابلے میں مغربی دنیا نے انفرادی آزادیوں کا تحفظ کیا۔ اظہار رائے کی آزادی دی، یہاں تک کہ فرد کی آزادی کے دائرے کو اس قدر بڑھایا گیا کہ فرد اور اجتماعیت کا فطری توازن بھی قائم نہ رہ سکا، جس نے مغربی سماج میں خوفناک نتائج پیدا کئے۔ خاندانی نظام تباہ ہو گیا، اور سماجی اقدار ملیامیٹ ہو گئیں۔ تاہم اس سب کے باوجود مغربی معاشروں اور مملکتوں میں اظہار رائے کی آزادی کو کلیتاً بے لگام نہیں چھوڑا گیا، بلکہ مقامی ماحول اور حالات کے مطابق اس کی حدود مقرر کی گئیں اور اس پر قدغنیں لگائی گئیں۔ اس لئے کہ رائے کے اظہار کی بے محار آزادی دینے کا مطلب نسلی، لسانی، علاقائی اور مذہبی مناقشت اور جنگ وجدل کا بازار گرم کرنا اور معاشرہ کو انتشار، لاقانونیت اور انارکی کی آگ میں جھونکنا ہے۔

یورپ اور امریکہ میں ان کے دستور، اقتدار اعلیٰ اور خارجہ پالیسیوں پر کوئی کھل کر بات نہیں کر سکتا۔ دستور یا اقتدار اعلیٰ کے متعلق باغیانہ اظہار رائے کو سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ مقدس مقامات، مقدس ہستیوں اور مقدس اشیاء کی توہین پر سزا اکثر ممالک میں موجود ہے۔ مغربی دنیا بے حیائی اور فحاشی وعریانی کی دلدل میں غرق ہے، مگر وہاں بچوں میں جنسی ہیجان پیدا کرنے والی فحش نگاری پر پابندی ہے۔ قانونی طور پر مذہبی ونسلی منافرت پھیلانے والی تحریر وتقریر جرم ہے۔ جرمنی، آسٹریا، سپین سمیت کئی ممالک میں گستاخانہ کلمات پر سزا اور اُس کی حوصلہ شکنی کے لئے قوانین موجود ہیں۔ کینیڈا میں عیسائیت کی تنقیص وتضحیک اور آئرلینڈ میں مذہب کے خلاف نفرت پھیلانا جرم ہے۔ برطانیہ میں ایونجلیکل مسیحی فرقہ کی توہین جرم ہے۔ اِسی طرح توہین مسیح یا کتاب مقدس کی سچائی سے انکار ''Blasphemy'' (توہین مذہب) ہے، جس کی سزا تحت وتاج برطانیہ یا حکومت کے خلاف بغاوت کے جرم کے مطابق عمر قید تک دی جاسکتی ہے۔ یورپ وامریکہ کے علاوہ پوری دنیا میں ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین موجود ہیں۔ دنیا کے اکثر ممالک میں Blasphemy کا قانون پایا جاتا ہے۔ چین میں جو لامذہب ریاست ہے، مہاتما بدھ کے مجسمے کی توہین فوجداری جرم ہے۔ یہودیوں کے ہاں خدا، رسولؑ اور یوم سبت کی توہین جرم ہے۔ ہندومت میں ویدوں کی توہین کرنے والا ''ناستک'' (مذہب بیزار) ہوتا ہے اور اسے تباہ و برباد کرنے، قتل کرنے اور جلا دینے کا حکم ہے۔ دنیا کی کئی ریاستوں میں ریاست سے غداری کی سزا موت ہے۔ کہیں سربراہ مملکت کی توہین اور آئین کی توہین پر بھی سزائے موت رکھی گئی ہے۔

اظہار رائے کی آزادی اگر مطلق اور بے لگام ہوتی تو متذکرہ قواعد اور بندشیں کبھی نہ لگائی جاتیں۔ اِس لئے کہ پھر ان قوانین کا بنانا آزادی اظہار کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہوتا۔ اگر آزادی اظہار ہر قسم کی قیود سے آزادی کا نام ہے تو پھر ان قوانین کو ختم کر دینا چاہئے، تاکہ جو جس کے جی میں آئے بکتا جائے اور اُسے کسی قانونی پابندی کا خوف نہ ہو۔ آزادی اظہار رائے کے وکیل کیا اس کی حمایت کریں گے؟

جواب دیجئے!

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اظہار خیال کی آزادی اگر ہر قسم کی قید اور ضابطے سے آزادی ہے تو پھر حال ہی آئرلینڈ کی ایک عدالت نے پرنس ہیری کی متنازعہ تصاویر کی اشاعت پر اخبار ''The sun'' کے ایڈیٹر کو کیوں معطل کیا؟ اخبار کو جرمانہ کیوں کیا؟ پھر 1993ء میں ایک عراقی خاتون کو محض اس لئے سزا کیوں دی گئی کہ اُس نے ہوٹل کے فرش پر اُس وقت کے امریکی صدر بش سینئر کا توہین آمیز کارٹون بنایا تھا۔ جس پر سے گزر کر لوگ ہوٹل کے اندر جاتے تھے۔ آزادی اظہار رائے اگر اتنی ہی مقدس تھی تو پھر محمد علی (کلے) سے امریکہ کی ویت نام پالیسی پر تنقید کی وجہ سے عالمی چمپئن کا اعزاز کیوں چھین لیا گیا۔ کیلی فورنیا اسٹیٹ یونیورسٹی کے مسلمان طلبہ کو جنہوں نے امریکہ میں اسرائیلی سفیر مائیکل اورن کے خطاب پر احتجاج کیا تھا، ایک سال کے لئے یونیورسٹی سے کیوں نکال دیا گیا۔ الجزیرہ ٹی وی چینل کی طرف سے 6 امریکی فوجیوں کی لاشیں دکھانے پر احتجاج کیوں کیا گیا۔ اور پھر کیوں اس کی پاداش میں اُس کے آفس پر حملہ کر کے عملے کے لوگوں کو شہید کیا گیا۔

گھر کے بھیدی کی گواہی

جنرل اسمبلی کے جس اجلاس میں اوباما نے نام نہاد اظہار رائے کی آزادی کا دفاع کیا۔ وہیں امریکی صدر کے خطاب کے فوری بعد وکی لیکس کے بانی جولین اسانج نے بھی ٹیلیفونک خطاب کیا۔ امریکہ، برطانیہ اور یورپ کی کئی حکومتوں نے امریکی حکومت، اس کے سفارتی نمائندوں، فوجی جرنیلوں اور سی آئی اے کے گھٹیا منصوبوں اور اُن کے پاکستانی سیاستدانوں سے خفیہ تعلقات کے بارے میں انکشافات کے بعد اسانج کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر رکھے ہیں۔ اس سال جون میں اسانج لندن پولیس کو چکمہ دے کر ایکواڈور کے سفارتخانے میں داخل ہو گئے اور سیاسی پناہ کی درخواست دے دی۔ تب سے وہ اسی سفارتخانے کے کمپاؤنڈ میں محصور ہیں۔ اسانج نے اپنے خطاب میں اوباما کے آزادی اظہار کے دعوؤں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ'' امریکی صدر نے آزادی اظہار رائے پر مجرمانہ قدغن لگائی ہے، جس کا جیتا جاگتا ثبوت میرا یہ خطاب ہے جو میں اس پنجرے سے کر رہا ہوں۔'' انہوں نے مزید کہا کہ'' اگر اوباما آزادی اظہار کے ایسے ہی حامی ہیں تو اُن کے خصوصی حکم پر وکی لیکس کی ویب سائٹ کیوں بند کی گئی۔''

مطلق آزادی اظہار کی نفی کی نمایاں مثال

مطلق آزادی اظہار رائے کے تصور کی نفی کی سب سے نمایاں مثال یورپ وامریکہ میں ہولوکاسٹ کے حوالے سے قانون سازی ہے۔ یہ قانون مغربی دنیا

کے اکثر ممالک میں موجود ہے کہ ہٹلر کے ہاتھوں 60 لاکھ یہودیوں کے قتل عام کو جھٹلانا قابل سزا ہے بلکہ اِسے مبالغہ آمیز قرار دینا بھی جرم ہے۔ یہاں تک کہ 16 اکتوبر 2004ء کو صدر بش نے یہودی لابی کے پیش کردہ ''اینٹی سیمی ٹزم ریویو ایکٹ'' پر دستخط کئے۔ یہ قانون امریکی وزارت خارجہ کو پوری دنیا میں ایسے معاملہ میں مداخلت کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے جو یہودیوں کے لئے نقصان کا باعث ہو۔ یہ بات اب کوئی راز نہیں کہ مغرب کی زمام کار کے اصل مالک یہودی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں یہودیوں نے anti semetism اور Holocast کے خلاف بات کرنے کو قانوناً جرائم کی فہرست میں شامل کرایا ہے۔ لہٰذا کوئی شخص جرأت نہیں کر سکتا کہ ہولوکاسٹ افسانے کو جھٹلائے۔ جس نے بھی یہ جرأت کی اس کو سزا بھگتنا پڑی ہے۔ اس کی بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ کچھ ہی عرصہ پہلے اس ''جرم'' کی پاداش میں کینیڈا کے شہری ارنسٹ رنڈل کو 15 ماہ قید کی سزا ہوئی۔ 2006 میں آسٹریا کے عیسائی محقق ڈیوڈ ارونگ کو ہولوکاسٹ کو مبالغہ آمیز کہنے کی پاداش میں تین سال قید کی سزا سنائی گئی۔

آزادی اظہار رائے اور امریکی آئین

امریکی صدر اوباما نے امریکی آئین میں ہونے والی پہلی ترمیم کے حوالے سے آزادی اظہار رائے کا دفاع کیا، حالانکہ امریکی آئین بھی اظہار رائے کی آزادی کو بے لگام ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ خود امریکی عدالتوں نے اس حق کو محدود اور مقید کیا ہے۔ 1919ء میں ایک امریکی عدالت نے ایک امریکی شہری شینک کی طرف سے فوج میں بھرتی کی حوصلہ شکنی پر مبنی پمفلٹ کی اشاعت اور تقسیم کے مقدمے میں شینک کو اظہار رائے کے قانون کا تحفظ دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا تھا کہ اگر کوئی تھیٹر میں آگ لگانے کی جھوٹی خبر پھیلا کر لوگوں کو دہشت زدہ کرے، تو اُسے آزادی اظہار رائے کے تحت تحفظ نہیں دیا جاسکتا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں مزید لکھا کہ ہر معاملے میں سوال یہ ہوتا ہے کہ جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کیا اُن کی نوعیت ایسی ہے کہ جن سے ایسی محسوس اور ٹھوس خرابی کو جنم دینے کا خطرہ رونما ہوتا ہو جسے روکنے کا حق کانگریس کو حاصل ہے۔

آزادی اظہار کیا گستاخانِ اسلام کے لئے ہے؟

متذکرہ حقائق اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی خود مغربی دنیا میں بھی مطلق نہیں ہے، بلکہ اس کو حدود وضوابط کا پابند بنایا گیا ہے۔ توہین مذہب کے حساس معاملے کے علاوہ تمام ریاستی و سیاسی اور سماجی معاملات میں اس پر قدغنیں لگائی گئی ہیں بلکہ یورپ میں اظہار خیال کے حوالے سے بعض ایسی نامعقول قانونی بندشیں بھی عائد کی گئی ہیں، جن کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ پھر کیا اسلام اور اُس کے معتقدات ہی ایسے رہ گئے ہیں کہ اُن پر ہر دریدہ دہن اور گھٹیا ذہن زبان درازی کر سکتا ہے؟ کیا آزادی اظہار رائے کا قانون محض مسلمانوں کے دین، اُن کے عظیم المرتبت نبیؐ اور اُن کی مقدس کتاب کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے باقی رہ گیا ہے؟ کیا یہ ایسے ہی شیطان صفت کرداروں کو سزا سے بچانے کے لئے حرکت میں آتا ہے؟ یہ دوہرا معیار اوباما، اُس کے صیہونی مسیحی دوستوں اور ابلیس کے ایجنٹ یہودیوں ہی کو زیب دیتا ہے، ورنہ کوئی بھی معقول انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ اظہار رائے کی آزادی اور مقدس ہستیوں کی توہین بالکل دو الگ معاملے ہیں۔ کوئی بھی مہذب سماج اور انسان دوست سوسائٹی مخالف مذہب کی توہین اور انبیاء کی گستاخی کی شرمناک حرکات کی اجازت نہیں دے سکتی۔

بنیادی حقوق نہیں، ایمان کا مسئلہ ہے

ہم امریکی صدر پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ توہین رسالت محض بنیادی حقوق کی سنگین حلاف ورزی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کے ایمان اور ان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ تو نبی آخر الزمان اور امام الانبیاء ہیں۔ آپؐ سے قلبی اور روحانی تعلق مسلمانوں کا اہم ترین عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کے کلمہ میں جو وجود اُن کی زندگی کو دستوری اور معاشرتی ہدایت کا سبق دیتا ہے، وہ حضور رسالت مآب ﷺ کی بے عیب ذات ہے، جو صرف مسلمانوں کے لئے نہیں، تمام انسانیت بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپؐ سے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر محبت وعقیدت مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ اس کے بغیر اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ ذات محمدؐ مسلمانوں کے دلوں میں بستی ہے۔ اُن کی جان اسم محمدؐ ہے۔ اُن کی غذا عشق مصطفےٰؐ ہے۔ وہ اپنی جان، ماں باپ، مال و اولاد سب کچھ آپؐ کی حرمت پر قربان کرنے پر تیار رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہوں یہی تو ایمان کی شرط اول ہے۔ حب رسول کریمؐ کا رشتہ ہی حاصل زندگی ہے۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمدؐ کی محبت آن ملت، شان ملت ہے
محمدؐ کی محبت روح ملت، جان ملت ہے
محمدؐ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال، جان، اولاد سے پیارا

مسلمان اس زندگی کے علاوہ قبر اور حشر میں بھی اس تعلق سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ اس رفیع الشان ہستی کی شان میں گستاخی پر وہ کیسے خاموش رہ سکتے ہیں۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر اپنے نبی مہربان ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے اور اپنی جان پر کھیل کر بھی آپؐ کی ناموس کی حفاظت کرتے ہیں۔

نماز اچھی صوم و زکوٰۃ اچھی، حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثربؐ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

گستاخیٔ رسول ناقابل معافی جرم!

شاتم رسول دوسروں کے دلوں میں رسول خدا ﷺ کی عظمت وتوقیر کو گھٹانے کی کوشش کرتا ہے اور اُن میں کفر و نفاق کے بیج بوتا ہے۔ اس لئے توہین رسالت کو برداشت کر لینا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونے اور دوسروں کے ایمان کے لئے خطرات پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ جو زبان آپؐ پر طعن کے لئے کھلتی ہے اگر اُسے کاٹا نہ جائے اور جو قلم آپؐ کی ناموس کی بے حرمتی کے لئے اٹھتا ہے اگر اُسے توڑا نہ جائے تو اسلامی معاشرہ فساد اعتقادی و عملی کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔ اسی لئے شاتم رسول کا جرم ناقابل معافی ہے اور وہ توبہ کے باوجود سزائے موت سے نہیں بچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ پر عام معافی کا اعلان فرمایا، مگر شاتمین رسول کا خون رائیگاں قرار دیا۔ انہیں معاف نہیں کیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆

حضرت عکرمہ بن ابی ہشام رضی اللہ عنہ

فرقان دانش

حضرت عکرمہ بن ابی ہشام رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ آپ کا باپ قریشی سردار عمرو بن ہشام تھا، جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مثالی عناد اور حسد وبغض رکھنے کی وجہ سے ابوجہل کے نام سے مشہور ہوا۔ اُس نے ظلم وبربریت کی انتہا کر دی تھی۔ مسلمانوں کو تکالیف پہنچانے میں ابوجہل کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اس نے چن چن کر مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا، لیکن کسی ایک کو بھی راہِ حق سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ابوجہل کے ظلم وستم کی وجہ سے ہی سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ جبکہ ابوجہل نے اپنے نمائندے حبشہ کے حکمران نجاشی کے پاس بھیجے تاکہ اسے مسلمانوں کے خلاف برگشتہ کیا جا سکے جس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد جب مسلمانوں نے مدینہ کی راہ لی اور اسے جائے امن بنانے کی کوشش کی تو ابوجہل مسلح لشکر کی قیادت کرتا ہوا مدینے کی طرف بڑھا، تاکہ مٹھی بھر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ میدان بدر میں دونوں لشکر آمنے سامنے آئے، گھمسان کا رن پڑا۔ مجاہدین جذبہ جہاد سے سرشار میدان میں مسلسل آگے بڑھنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ معاذ اور معوذ دو نوعمر مجاہد میری طرف آئے اور پوچھا کہ ابوجہل کون ہے اور کہاں ہے؟ میں نے ابوجہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہے۔ عکرمہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نوخیز مجاہد اس کے تجربہ کار باپ پر غالب آ چکے ہیں اور وہ بری طرح قتل ہو کر گرا۔ عکرمہ نے جوش انتقام میں پیچھے سے معاذ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا زوردار وار کیا، جس سے ان کا بایاں بازو کٹ گیا۔ انھوں نے خود اپنے کٹے ہوئے اور لٹکتے ہوئے بازو کو اکھاڑ پھینکا۔ مسلمانوں کے پُرجوش حملوں کے باعث عکرمہ اپنے باپ کی لاش کو وہیں چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے قریش مکہ کی طاقت وجبروت میدان بدر کی خاک میں مل گئی۔ مسلمانوں نے دوسرے مشرکین کی لاشوں کے ساتھ سردار قریش کی لاش کو بھی کنویں میں پھینک کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔

میدان بدر میں تہ تیغ ہونے کے بعد قریش کے جوش انتقام میں سہ چند اضافہ ہو گیا اور ان میں عکرمہ بھی شامل تھا جس کا باپ دو ننھے مجاہدوں کے ہاتھوں کٹ گیا تھا۔ پہلے تو عکرمہ کے دل میں اسلام کے خلاف عداوت اپنے باپ کے مرتبہ ومقام کی وجہ سے تھی اور اب باپ کا انتقام لینے کے لیے دشمنی اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی۔ اس وقت سے عکرمہ اور اس کے وہ ساتھی جن کے باپ بھائی یا عزیز معرکۂ بدر میں قتل ہو چکے تھے مشرکین مکہ اور مقتولین کے ورثاء کے لوگوں کے دلوں میں انتقام کی آگ کا شعلہ بھڑکانے لگے۔ یہاں تک کہ معرکہ احد برپا ہوا۔ عکرمہ بن ابی جہل احد کی جانب چل نکلے۔ قریش نے اپنے شہسواروں کی دائیں جانب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب عکرمہ بن ابی جہل کو متعین کر دیا۔ غزوۂ احد میں ان دونوں شہسواروں نے ایک طوفان برپا کر دیا جس سے قریش کا پلہ بھاری ہو گیا اور مشرکین کو اس دن وقتی کامیابی حاصل ہو گئی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر ابوسفیان نے کہا کہ آج ہم نے مسلمانوں سے بدر کا بدلہ چکا دیا۔

غزوۂ خندق کے موقع پر مشرکین نے مدینہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب محاصرے نے کافی طول کھینچا تو عکرمہ کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ وہ محاصرے کی طوالت سے بددل ہو گیا۔ اس نے خندق کے ایک تنگ حصے سے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس پار جا پہنچا۔ کچھ جری سواروں نے اس کی اقتدا کی اور وہ بھی اس کے پیچھے خندق کو عبور کر کے دوسری جانب پہنچ گئے۔ ان میں سے عمرو بن عبدود عامری مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا لیکن عکرمہ نے راہِ فرار اختیار کی اور اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر جب قریش نے دیکھا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے سامنے ان کی طاقت نہیں چل سکی تو اُنھوں نے طے کیا کہ ان کے راستے سے ہٹ جائیں۔ لیکن عکرمہ اور اس کے کچھ ہم خیال ساتھی قریش کے اس فیصلے کے علی الرغم جنگ کا ارادہ لیے مکہ سے نکل پڑے اور مسلمانوں کے لشکر جرار کے سامنے جا ڈٹے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انھیں ایک معمولی جھڑپ کے بعد شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس جھڑپ میں ان کے چند آدمی مارے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اِن میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل تھا۔ اس وقت وہ سخت حیرانی وسراسیمگی سے دوچار تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے قریش کے ان تمام جرائم کو معاف کر دیا تھا جو اُنھوں نے آپؐ کے مقابلے میں کیے تھے۔ البتہ اس عام معافی سے چند مجرموں کے نام نکال دیئے گئے تھے اور حکم دیا تھا کہ انھیں قتل کر دیا جائے خواہ وہ غلاف کعبہ میں چھپے ہوئے ہی کیوں نہ ملیں۔ ان لوگوں میں عکرمہ بن ابی جہل کا نام سرفہرست تھا۔ عکرمہ اپنی جان کے خوف سے چھپ کر مکہ سے نکلا اور یمن کی طرف چل پڑا، کیونکہ اس کے علاوہ اسے کسی دوسری جگہ پناہ ملنے کی کوئی اُمید نظر ہی نہ آتی تھی۔

عکرمہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ سیرت کی بعض کتابوں میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ کی بیوی اُم حکیم اور ہندہ بنت عتبہ دس دوسری عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کے ارادے سے آپ ﷺ کی قیام گاہ پر پہنچیں۔ اس وقت ازواج مطہرات، آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور خاندان عبدالمطلب کی چند خواتین آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ اس موقع پر ہندہ نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد عکرمہ کی بیوی ام حکیم کھڑی ہوئی۔ اس نے پہلے تو اپنے اسلام کا اظہار کیا اور پھر یوں مخاطب ہوئی۔ ’’اے اللہ کے رسول ﷺ! عکرمہ اس خوف سے بھاگ گئے ہیں کہ آپؐ انھیں قتل کر دیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ آپ انھیں امان بخش دیں، اللہ آپ کو امان دے گا۔‘‘ آپؐ نے اس کی

درخواست سن کر ارشاد فرمایا: ''عکرمہ بن ابی جہل کو امان دی جاتی ہے۔'' شوہر کی جاں بخشی کا اعلان سن کر ام حکیم اسی وقت اپنے رومی غلام کو ساتھ لے کر عکرمہ کی تلاش میں نکل پڑیں۔ آخر تہامہ کے علاقے میں سمندر کے کنارے عکرمہ کو پا لیا۔ اس وقت وہ ایک مسلمان ملاح سے گفتگو کر رہا تھا کہ وہ اسے اس پار پہنچا دے۔ مگر ملاح اس بات پر مصر تھا کہ پہلے تم اخلاص کا اظہار کرو تب میں تم کو اس پار لے جاؤں گا۔ عکرمہ نے پوچھا کہ میں اخلاص کا اظہار کس طرح کروں؟ تو اس نے کہا کہ کلمہ شہادت پڑھ لو۔ عکرمہ نے جواب دیا کہ اسی سے بھاگ کر تو میں یہاں آیا ہوں۔ ابھی ان دونوں کی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ ام حکیم عکرمہ کے پاس پہنچ گئیں اور اس سے بولیں۔ میں تمہارے پاس محمد ﷺ بن عبداللہ کی طرف سے آئی ہوں۔ میں نے ان سے تمہاری جان بخشی کا وعدہ لیا ہے۔ تم اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔''

عکرمہ نے پوچھا کہ ''کیا تم نے خود ان سے بات کی ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: ''ہاں! میں نے خود بات کی ہے اور انھوں نے تم کو امان دی ہے۔''

بہرحال وہ مطمئن ہو کر ان کے ساتھ واپسی پر رضامند ہو گیا۔ اثنائے سفر میں جب وہ دونوں ایک منزل پر رکے تو عکرمہ نے بیوی سے خلوت کی خواہش ظاہر کی لیکن انھوں نے سختی سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''میں ایک مسلمان عورت ہوں اور تم ابھی مشرک ہو۔'' عکرمہ نے اس بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''وہ بات جو تمہیں میرے ساتھ خلوت سے روک دے، یقیناً کوئی نہایت ہی بڑی بات ہوگی۔'' جب عکرمہ مکہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

''عکرمہ بن ابی جہل بہت جلد ایک مومن و مہاجر کی حیثیت سے تمہارے پاس پہنچنے والا ہے۔ اس کے باپ کو برا مت کہنا، مردے کو برا کہنے سے زندہ کو اذیت پہنچتی ہے اور میت کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔''

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد عکرمہ اپنی بیوی ام حکیم ؓ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں پہنچ گیا۔ آپ اسے دیکھتے ہی فرطِ مسرت سے اس کے استقبال کے لیے لپکے۔ پھر جب آپ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے تو عکرمہ نے کھڑے کھڑے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ام حکیم ؓ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔'' حضور ﷺ نے جواب دیا: ''اس نے صحیح کہا ہے، تم مامون ہو۔'' اس نے دوبارہ سوال کیا۔ ''اے محمد ﷺ! آپ مجھے کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟'' آپ ؐ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت و پرستش نہیں ہے اور اس بات کی کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور اس بات کی کہ تم زکوٰۃ دو۔''

چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام قبول کر لیا اور حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ دعا کو سن کر حضرت عکرمہ ؓ کا چہرہ خوشی سے دمک اُٹھا اور آپ ؓ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم آج سے پہلے اللہ کی راہ سے بندگانِ خدا کو باز رکھنے کے لیے جس قدر مال میں خرچ کرتا رہا ہوں، اب آج کے بعد سے اللہ کی راہ میں اس سے دگنا خرچ کروں گا۔ اور آج سے پہلے اللہ کے دین سے روکنے کے لیے جتنی قوت سے لڑتا رہا، آج کے بعد اس سے دوگنی طاقت کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑوں گا۔'' (بحوالہ ''صور من حیاۃ الصحابہ'' از عبدالرحمٰن رافت پاشا)

اس روز سے مسلمانوں کی جماعت میں ایک ایسے شخص کا اضافہ ہوا جو میدانِ کارزار میں ایک شیر دل شہسوار اور مسجدوں میں ایک عابد، شب زندہ دار اور قاریٔ قرآن تھا۔ عکرمہ ؓ قبول اسلام کے بعد کفر و اسلام کے مابین جو بھی معرکہ پیش آیا اس میں ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوئے اور مسلمان جب بھی کسی مہم میں نکلے اس میں آگے آگے رہے۔

معرکۂ یرموک میں تو حضرت عکرمہ ؓ میدانِ قتل کی طرف اس طرح لپکے تھے جیسے کوئی پیاسا شدید گرمی میں ٹھنڈے پانی کی طرف لپکتا ہے۔ ایک موقع پر جب مسلمانوں پر دشمن کا دباؤ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا، وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑے، تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی اور ننگی تلوار لے کر رومیوں کی صفوں میں گھس گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت خالد بن ولید ؓ نے فوراً ان کے پاس پہنچ کر کہا: ''عکرمہ! ایسا نہ کیجیے۔ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیے۔ آپ ؓ کا قتل ہو جانا مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت اور ناقابل تلافی سانحہ ہوگا۔'' حضرت عکرمہ ؓ نے ان سے کہا: ''خالد! ہٹ جاؤ۔ میرا راستہ نہ روکو۔ صحبت رسول اللہ ﷺ سے استفادہ اور خدمت اسلام میں تم کو میرے اوپر سبقت حاصل ہے۔ میں اور میرا باپ رسول اللہ ﷺ کے سخت مخالف تھے اور میں آخری دم تک اس مخالفت پر قائم رہا۔ اس لیے صحبت رسول اللہ ﷺ کا شرف میرے حصے میں بڑی تاخیر سے آیا۔ مجھے چھوڑ دو۔ آج میں گزشتہ کوتاہیوں اور محرومیوں کی تلافی کر لینا چاہتا ہوں۔'' پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا: ''میں بہت سے مواقع پر رسول اللہ ﷺ کے خلاف جم کر لڑا۔ کیا آج ان رومیوں کے مقابلے میں راہِ فرار اختیار کر لوں؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکے گا۔'' پھر آپ ؓ نے مسلمانوں کو پکارا ''موت پر کون بیعت کرتا ہے؟'' آپ ؓ کی پکار پر تقریباً چار سو مسلمانوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان بیعت کرنے والوں میں ان کے چچا حضرت حارث ؓ بن ہشام اور حضرت ضرار ؓ بن ازور بھی شامل تھے۔ ان لوگوں نے حضرت خالد بن ولید ؓ (قائد لشکر) کے خیمے کے گرد و پیش سخت خونریز جنگ لڑی اور دشمن کے بڑھتے ہوئے حملوں کا بہترین انداز میں دفاع کیا۔

جب فضائے یرموک پر سے جنگ و قتال کے بادل چھٹے اور مسلمانوں کی عظیم الشان فتح کا آفتاب طلوع ہوا تو یرموک کی زمین پر تین مجاہد زخموں سے چور پڑے تھے، حضرت حارث بن ہشام ؓ، حضرت عیاش بن ربیعہ ؓ اور حضرت عکرمہ بن ابی ہشام ؓ! شدت پیاس سے بے تاب حضرت حارث ؓ کو پانی پیش کیا گیا تو انھوں نے حضرت عکرمہ ؓ کو پانی پلانے کا اشارہ کیا اور جب پانی حضرت عکرمہ ؓ کی طرف لایا گیا تو انھوں نے حضرت عیاش ؓ کی طرف اشارہ کر دیا کہ پہلے ان کو پانی پلایا جائے۔ جب پانی پلانے والے ان کی طرف گئے تو وہ پانی پینے سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ جب وہ پلٹ کر حضرت عکرمہ ؓ اور حضرت حارث ؓ کی طرف آئے تو وہ بھی خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔ یوں آپ ؓ 13 ھ میں شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ ؓ کی عمر 62 سال تھی

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لیے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

ماحول کی تاثیر اور اہمیت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ایک گرم ملک کا باشندہ جب کسی سرد ملک میں جائے گا تو اُسے زیادہ سردی لگے گی۔اسی طرح سرد ملک کا باشندہ کسی گرم ملک میں جائے تو وہاں گرمی اُسے لازماً متاثر کرے گی۔اسی طرح ایک آدمی عطر فروش کی دکان میں ملازم ہو جاتا ہے' وہاں مختلف قسم کی خوشبوؤں میں دن گزارے گا تو وہ اپنے لباس کو خوشبو نہ بھی لگائے گا تو اُس کے کپڑوں سے خوشبو آئے گی۔اسی طرح اگر کسی کا بیٹھنا اُٹھنا اُس لوہار کے پاس ہو جو آگ کی بھٹی جلاتا ہو تو اُس کے کپڑوں پر ضرور چنگاریاں پڑیں گی۔

جو شخص اپنی صحبت کے معاملے میں سنجیدہ اور فکر مند ہو وہ برائیوں سے بچ سکتا ہے اور جس نے اس معاملے میں غفلت برتی وہ خسارے سے نہیں بچ سکتا۔ سیبوں کی ایک پیٹی ہو' اُس میں سب سیب اچھے ہوں مگر ایک سیب گلا سڑا ہو، وہ پیٹی چند دن پڑی رہے تو اُس کے اندر کے اکثر سیب خراب ہو جائیں گے۔اسی طرح پھل فروش گلے سڑے پھل کو فوری طرح پر اچھے پھلوں سے الگ کر دیتے ہیں' تا کہ وہ دوسرے پھلوں کو خراب نہ کریں۔پس نیکوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے اور بُروں کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ بُری صحبت جلدی متاثر کرتی ہے اور اچھی صحبت کے اثرات کچھ وقت لیتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بُری صحبت میں برائیاں ہوں گی اور برائیاں نفس انسانی کو مرغوب ہیں، دنیا بڑی دلکش ہے۔یہاں نقد فائدے کی خاطر انسان بہت جلدی برائی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔رشوت خوروں کے درمیان رہ کر ایک شخص کا حرام خوری سے بچنا انتہائی مشکل ہوگا۔نفس اُس کو آمادہ کرے گا کہ دیکھو یہ لوگ رشوت لیتے ہیں اور عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں' تم کیوں پیچھے رہتے ہو اور اپنے بیوی بچوں کی خواہشات پوری نہیں کرتے اور انہیں مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ چونکہ اچھے کاموں اور نیکیوں کے اثرات فوری ظاہر نہیں ہوتے اس لیے نیکیوں کی صحبت میں رہ کر آدمی کی اصلاح میں کچھ وقت لگتا ہے۔اور انسان تو عجلت پسند، جلد باز اور خود غرض ہے۔لہٰذا وہ بری صحبت کا شکار نسبتاً آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

صحبت کا اثر لازمی ہے کیونکہ انسان ماحول سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ داناؤں کا کہنا ہے کہ والدین اگر اپنے بچوں کی اس حد تک نگرانی کر لیں کہ اُن کے دوست اور ساتھی برے نہ ہوں۔ پھر سمجھ لیں کہ ان کے بچے راہ راست پر ہوں گے اور اگر والدین اپنے بچوں کے دوستوں کے بارے میں vigilant نہیں تو اُن کے بچے بری صحبت میں پڑ کر اُن کے لیے مسائل پیدا کریں گے اور ہو سکتا ہے اپنا مستقبل تباہ کر لیں۔

صحبت کا اثر قطعی تسلیم شدہ ہے۔انگریزی میں محاورہ ہے A man is known by the company he keeps یعنی جس طرح کے کسی شخص کے دوست احباب ہوں گے ویسا ہی وہ شخص ہوگا۔

فارسی ادب میں یہ شعر ملتا ہے ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

(یعنی اچھی صحبت تمہیں اچھا کر دے گی اور بری صحبت تمہیں برا بنا دے گی۔)

پنجابی میں کہتے ہیں ؎

نیکاں دے لڑ لگ کے میری چولی پھل پئے
تے بڑیاں دے لڑ لگ کے میری پہلے وی ڈھل گئے

(یعنی مجھے نیکوں کی صحبت ملی تو میرا دامن پھولوں سے بھر گیا اور بروں کے ساتھ میل جول ہوا تو جو پھول میرے دامن میں تھے وہ بھی گر پڑے اور میرا دامن اچھائیوں سے خالی ہو گیا)

نوحؑ اولوالعزم رسول تھے۔اُن کا بیٹا کنعان بری صحبت میں بیٹھا تو وراثت پدری سے محروم ہو گیا۔

پسر نوح با بداں بنشست
خاندان نبوتش گم کرد

دوسری طرف قبیلہ غفار کا ابوذر جب اپنے قبیلے کو خیر باد کہہ کر نکل گیا اور رسول اللہ ﷺ صاحب خلق عظیم کی صحبت میں آ گیا تو نہ صرف اچھا بن گیا بلکہ رضی اللہ عنہ کے خطاب کا مخاطب ٹھہرا۔

مختصر یہ کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور بروں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے اور وہ کام کرنے چاہئیں جو نیکوں کا طریقہ ہے۔اور انبیاء کے بعد سب سے اچھے لوگ صحابہ کرام ؓ تھے۔ وہ بھی اس لیے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔اور وہ ایسی صحبت تھی کہ اُس نے بادیہ نشینوں کو حکمرانی سکھا دی۔ابوبکرؓ کو صدیقؓ بنا دیا اور عمرؓ کو فاروقؓ کا لقب دیا۔یہ تھا صحبت کا اثر۔

البتہ بدسرشت لوگ نیک صحبت سے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود چوں بیاید ہنوز خر باشد

(اگر عیسیٰؑ کا گدھا مکہ چلا جائے تو واپس آئے گا تو پھر بھی گدھا ہی ہوگا۔)

اسی طرح کہا گیا ہے:

گرگ زادہ عاقبت گرگ بود
گرچہ با مرداں بزرگ شود

بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوگا اگرچہ اُس کی پرورش انسانوں کے درمیان ہوئی ہو۔یعنی بھیڑیے کا بچہ بڑا ہو کر چیرنا پھاڑنا نہ چھوڑے گا اگرچہ وہ پیدا ہوتے ہی انسانوں کے ساتھ رہنا سہنا شروع کر دے اور انسان ہی اُس کی پرورش کریں۔مگر اُس کی سرشت نہیں بدلی جا سکتی۔ کہتے ہیں لاکھ طوطے کو پڑھایا پھر بھی حیوان ہی رہا۔ چنانچہ بدسرشتوں کی سرشت بدلنے کی نہ کوشش کرنی چاہیے اور نہ ہی اُن کی صحبت سے خیر کی توقع رکھنی چاہیے۔اگر پتا چل جائے کہ یہ لوگ بدفطرت ہیں تو اُن سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ (الفرقان:66) ''اور جب اُن (نیک سرشت) لوگوں کا واسطہ جاہلوں سے پڑ جائے تو وہ سلام کہہ دیتے ہیں (یعنی اُن کے ساتھ اُلجھتے نہیں)۔''

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

توہین رسالت پر مبنی فلم کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا احتجاجی مظاہرہ

امریکی یہودی کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت مطہرہ کے حوالے سے بنائی گئی توہین آمیز فلم کے خلاف پوری مسلم دنیا مضطرب اور سراپا احتجاج ہے۔ 21 ستمبر 2012ء کو حکومت نے پورے ملک میں یومِ عشق رسول ﷺ منانے کا اعلان کیا۔ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور نے بھی اس روز مظاہرہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس ضمن میں تمام رفقاء کو ہدایت کی گئی کہ وہ نماز جمعہ مسجد شہداء (مال روڈ) میں ادا کریں۔ رکاوٹوں کے باوجود رفقاء کی کثیر تعداد نے نماز جمعہ مسجد شہداء مال روڈ میں ادا کی۔ نماز کی ادائی کے بعد رفقاء مسجد کے باہر اکٹھے ہوئے۔ امیر حلقہ لاہور محمد جہانگیر نے رفقاء کو ہدایات دیں۔ بعد ازاں شرکاء بینرز، پلے کارڈز اور جھنڈے لے کر پروقار انداز میں مقررہ جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ اس دوران میں مال روڈ پر دوسری مذہبی اور سیاسی جماعتوں کی ریلیاں آرہی تھیں۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء ان کے درمیان سنجیدگی کے ساتھ اور باوقار انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈز موجود تھے، اور ساتھ تنظیم اسلامی کے جھنڈے بھی لہرا رہے تھے۔ بینرز اور پلے کارڈز پر توہین رسالت کی مذموم جسارت کے خلاف اور قیام خلافت کے حق میں نعرے اور جملے درج تھے۔ اُن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ اے امریکیو! تمہاری مذہبی غیر رواداری تمہارا خبث باطن ظاہر کر رہی ہے۔
2۔ توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے ممالک سے سفارتی تعلقات ختم کیے جائیں۔
3۔ تنظیم اسلامی کا پیغام: نظام خلافت کا قیام
4۔ ناموس رسالت پر مغرب کے حملے ...... کیا اب بھی مسلمان نہیں جاگیں گے؟

مظاہرے کے دوران میں مجیب الرحمٰن قریشی اور جناب نورالوریٰ شرکاء کے جذبۂ ایمانی کو گرماتے رہے۔ امیر حلقہ محمد جہانگیر نے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایک ملعون یہودی نے یہ گستاخانہ فلم بنا کر دنیا بھر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ زرداری حکومت نے محض اشک شوئی کی خاطر آج پورے ملک میں ''یومِ عشق رسول ﷺ'' منانے کا اعلان کیا ہے اور عام تعطیل بھی کر دی ہے۔ لیکن دوسری طرف عالم یہ ہے کہ امریکن قونصلیٹ کو جانے والے سارے راستے کنٹینرز لگا کر بند کر دیے گئے ہیں، تاکہ وہاں جا کر احتجاج بھی ریکارڈ نہ کرایا جا سکے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت امریکی سفیر کو ملک بدر کرے۔ اُنہوں نے کہا کہ توہین رسالتؐ کے حوالے سے بار بار کی گستاخیوں کا صرف ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ ہم مسلمان صحیح اسلامی نظام قائم کریں، جو مسلمانوں کی قوت اور شان و شوکت کا مظہر ہے، پھر دشمنوں کو ایسی شیطانی جسارت کی ہرگز جرأت نہ ہوگی۔ امیر حلقہ کی گفتگو کے ساتھ ہی یہ مظاہرہ اختتام کو پہنچا اور سب رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ (مرتب: محمد یونس)

کراچی: تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام توہین رسالت پر مبنی فلم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

تنظیم اسلامی کے حلقہ جات کراچی شمالی و جنوبی کے تحت امریکہ میں بننے والی گستاخانہ فلم کے خلاف کراچی پریس کلب کے سامنے مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔ افتتاحی گفتگو جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے کی۔ انہوں نے شرکاء کو مظاہرے کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت سے سرشار پروانے یہاں اس مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں کہ دشمنان اسلام کی ناپاک جسارتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ صحافی برادری سے گزارش ہے کہ وہ ہماری آواز حکمرانوں، عوام اور عالمی برادری تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے امیر حلقہ کراچی جنوبی حافظ نوید احمد نے کہا کہ امریکی و یورپی حکمران یہودی اقوام کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر آگ سے کھیل رہے ہیں۔ دنیا بھر میں ہونے والے پُرتشدد واقعات کے بعد دشمنان اسلام کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان نبی اکرم ﷺ کی حرمت کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں، یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعہ ہمارا دشمن ہمیں آزمانے کی کوشش کر رہا ہے۔ عالم اسلام کے خلاف ہونے والے ہر واقعہ کے پس منظر میں یہودی سازش کی کڑیاں ملتی ہیں۔ یہود نے حضور ﷺ کی رسالت کو کبھی گوارا نہیں کیا اور ہمیشہ آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ امریکہ اور ان کے پٹھو مسلم حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان ناموس رسالت ﷺ پر کبھی مداہنت اختیار نہیں کر سکتا اور حالیہ واقعات نے یہ بات پھر ثابت کر دی ہے کہ دشمن اپنے ناپاک عزائم کے طور پر میڈیا پر حکمرانی کر سکتا ہے، سیاست دانوں کو خرید سکتا ہے، مسلم حکمرانوں کو استعمال کر سکتا ہے لیکن مسلم امہ من حیث القوم آزاد بھی ہے اور اپنے رسول ﷺ سے سچی محبت بھی رکھتی ہے۔ ان کو دبانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ و یورپ نے آزادی اظہار کے سلسلہ میں بھی دہرا معیار قائم کر رکھا ہے۔ یہ لوگ توہین رسالتؐ کی ناپاک جسارتوں کو آزادی اظہار کہتے ہیں جبکہ ہولوکاسٹ پر کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ انہوں نے حکومت کی مذمت کی کہ وہ اس حساس معاملہ پر احتجاج کرنے والوں پر پولیس کے ذریعہ تشدد کر رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ صدر پاکستان فون کر کے صدر امریکہ سے احتجاج کرتے، امریکہ سے سفارتی تعلقات منقطع کر لیے جاتے، لیکن افسوس کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے حلقہ کراچی شمالی کے ناظم شجاع الدین شیخ نے کہا کہ گستاخانہ فلم ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔ اس کے ذریعے کفار نے ایک بار پھر ہماری غیرت ایمانی کو جانچنے کی کوشش کی ہے۔ جس کا بھرپور جواب ان کو پورے عالم اسلام میں مل گیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے میڈیا کے ذریعہ عریانی و فحاشی کو مسلم ممالک میں فروغ دے کر یہ سمجھ لیا تھا کہ اب مسلمانوں کے لیے یہ سب قابل برداشت ہے، لیکن بحمد اللہ مسلم امہ ابھی جاگ رہی ہے۔ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں بالخصوص اہل پاکستان کو توجہ دلائی کہ ہم آج رسول اللہ ﷺ کی ناموس، حرمت و عزت کی خاطر یہاں جمع ہیں اور اس کی خاطر دنیا بھر میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ یہ اگرچہ غیرت ایمانی کا مظہر ہے، لیکن ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ سے محبت کے عملی ثبوت کے طور پر اپنی جان و مال اور اوقات اُس دین کے نفاذ کی جدوجہد میں لگائیں، جو رسول اکرم ﷺ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کے مسلمانوں نے تو اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ! اگر تو ہمیں ایک خطۂ زمین عطا کر دے تو ہم اس پر تیرے دین کا نظام نافذ کریں گے، لیکن قیام پاکستان کے بعد ہم یہ وعدہ بھول گئے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اللہ کی طرف لوٹ آئیں اور سب سے پہلے خود پر اسلام نافذ کریں، پھر دوسروں تک یہ دین پہنچائیں اور اس کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالیں۔ حافظ انجینئر نوید احمد کی دعا پر مظاہرے کا اختتام ہوا۔ اس مظاہرہ میں تقریباً 600 رفقاء اور احباب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ (مرتب: وقاص مبین خان)

بٹ خیلہ: گستاخانہ فلم کے خلاف تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ کا احتجاجی مظاہرہ

ملک کے دیگر شہروں کی طرح ''یوم عشق رسولؐ'' کے موقع پر تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ کے زیر اہتمام گستاخانہ فلم کے خلاف مالاکنڈ کے مرکزی شہر بٹ خیلہ میں ایک پرامن مظاہرہ کیا گیا۔ امیر حلقہ جناب گل رحمان کی قیادت میں مظاہرے کا آغاز بٹ خیلہ میں واقع مقامی تنظیم کے دفتر سے ہوا۔ شرکاء نے ہاتھوں میں بینرز اور ٹی بورڈ اٹھا رکھے تھے، جن پر مذکورہ گستاخانہ، شرمناک اور مذموم حرکت کے خلاف نعرے درج تھے۔ مظاہرہ کے دوران طوطا کان چوک میں امیر حلقہ نے شرکاء سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ بحیثیت مجموعی کمزور ہو چکی ہے اور پوری دنیا میں اپنی بدعملی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہے۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی غیر اللہ کے تحت گزر رہی ہے۔ کرۂ ارض پر 57 اسلامی ممالک موجود ہیں، لیکن کسی بھی ملک میں اسلام بالفعل نافذ نہیں ہے۔ مسلمان حکمران اپنی عیاشی میں مگن ہیں اور امت کے اصل مسائل سے لاتعلق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعدائے اسلام آئے روز قرآن اور پیغمبر اسلامؐ کی شان

میں گستاخیاں کرتے ہیں، لیکن کسی بھی مسلم حکمران میں غیرت، جرأت اور دم خم نام کی کوئی شے باقی نہیں ہے کہ ان گستاخیوں کے خلاف مؤثر اقدام کریں۔ امیر حلقہ نے مزید کہا کہ الحمدللہ امت میں ایسے لوگ موجود ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ رہیں گے جو اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی حرمت وعزت پر مر مٹنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ انہوں نے اِس بات پر زور دیا ہم کہ مملکت خداد پاکستان میں وہ نظام غالب اور نافذ کرنے کی کوشش کریں جس کے لئے یہ خطہ ارضی حاصل کیا گیا تھا۔ اگر ہم نے ایسا کرلیا تو پھر کسی بھی دشمن اسلام کو شعائر اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کی جرأت وہمت نہ ہو سکے گی۔ مظاہرے کا اختتام روانگی کے مقام پر اجتماعی دعا پر ہوا۔ (رپورٹ: شوکت اللہ شاکر)

قرآن اکیڈمی پشاور میں دورۂ ترجمہ قرآن

''ہر مہینے کی پہلی اتوار کو نشتر ہال پشاور میں ڈاکٹر صاحب کا درس، پشاور کی ایک روایت بن چکی ہے''۔ اس وقت مجھے صحیح طرح سے یاد نہیں کہ یہ الفاظ کس نے کہے تھے، کیونکہ ان دنوں میں تنظیم اسلامی کے رفقاء سے واقف نہیں تھا۔ لیکن یہ الفاظ مجھے اس لئے یاد رہ گئے کہ میں اس دن لفظ 'روایت' کے ایک نئے مفہوم سے آشنا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی قائم کردہ یہ روایت زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی، پہلے ان کی علالت اور بعد میں ان کی وفات نے اس روایت کو ختم کردیا۔ تاہم ڈاکٹر صاحب پاکستان کے باقی شہروں کی طرح شہر پشاور کو بھی ایک ایسی روایت دے گئے ہیں جو ان کی وفات سے ختم نہیں ہوئی۔ اور یہ روایت ہے ماہ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن۔ ماہ رمضان سے صحیح معنوں میں استفادہ کرنے کی غرض سے ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے 1984ء میں ماہ رمضان میں نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام کا آغاز کیا۔ بعدازاں تنظیم اسلامی کے کئی سینئر رفقاء نے بھی مختلف شہروں میں ماہ رمضان میں ایسی محافل کا انعقاد کر کے کم از کم ایک مہینے کے لئے پاکستان کے مسلمانوں کو 'رات کے راہب' بننے کا موقع فراہم کیا۔ پشاور میں دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز 2007ء میں ہوا۔ سال رواں اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس بار دورۂ قرآن کے لئے یہاں مدرس باہر سے نہیں آئے، بلکہ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا (جنوبی) کے ناظم خورشید انجم نے ترجمہ قرآن کرایا۔ حسب سابق اس سال بھی دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام، قرآن اکیڈمی میں منعقد کیا گیا۔ جناب خورشید انجم کے لئے یہ پہلا موقع تھا۔ اس لئے شروع کے چند دن ٹائم مینجمنٹ ایک مسئلہ بنا رہا، تاہم پانچ چھ دن کے بعد اس کمزوری پر قابو پالیا گیا۔ اس دورہ کی دوسری خاص بات بے ساختہ مقامی سٹائل تھا۔ ترجمہ اردو میں کرایا گیا، لیکن وقتاً فوقتاً ہندکو اور پشتو کے الفاظ اور ضرب الامثال کے استعمال نے سامعین میں دلچسپی برقرار رکھی۔ اپنائیت کے اس احساس کی وجہ سے، شدید گرمی اور لوڈ شیڈنگ کے باوجود شرکاء کی حاضری اچھی خاصی رہی۔ قبل ازیں دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام کے لئے پشاور میں کافی تعداد میں ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ مساجد کے دروازوں پر پوسٹرز لگائے گئے۔ تین چار مقامات پر بڑے سائز کے پینا فلیکس لگائے گئے۔ ان سب روایتی طریقوں کے ساتھ ساتھ رفقاء نے وقتاً فوقتاً اپنے احباب کو بذریعہ SMS بھی پروگرام کی اطلاع دی۔ چائے کا وقفہ 12 رکعت تراویح کے بعد ہی رکھا گیا تھا، البتہ چائے کے ساتھ لوازمات کا مینیو بدلتا رہا۔ بہت سے شرکاء نے تشہیر کے حوالے سے گلہ کیا کہ تشہیر کا حق ادا نہیں کیا گیا۔ پہلے دو عشروں میں حاضری کافی کم رہی، جبکہ تیسرے عشرے میں حاضرین کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگیا۔ 28 رمضان کو ختم قرآن کیا گیا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام

الحمدللہ، اس سال ماہِ رمضان المبارک میں حلقہ شمالی کے تحت 6 مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن اور 10 مقامات پر خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) ریم لان نزد سخی حسن چورنگی: نارتھ ناظم آباد میں دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد نارتھ ناظم آباد تنظیم نے کیا تھا۔ مدرس جناب اویس پاشا قرنی اور حافظ اعزاز تھے۔ اس تنظیم میں گزشتہ 15 سال سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ روزانہ اوسطاً 285 مرد حضرات اور 150 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام ہر اتوار کو احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام کیا گیا۔ الحمدللہ 23 حضرات اور 3 خواتین نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ چائے کے وقفہ میں تنظیم کے حوالے سے مختلف سلائیڈز بنا کر دعوتی مواد دکھایا گیا۔ ندائے خلافت کے پرانے شمارے منگوا کر روزانہ کی بنیاد پر شرکاء میں تقسیم کیے گئے۔

(2) ہل ٹاپ لان: گلستان جوہر میں دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد گلستان جوہر 1 اور 2 نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ مدرس انجینئر عثمان علی اور قاری غلام اکبر تھے۔ ان تناظیم میں گزشتہ 9 سالوں سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ روزانہ اوسطاً 500 حضرات اور 300 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام اتوار کے دنوں میں احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام اور سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ رفقاء نے مذاکروں میں شرکت کرنے والے احباب سے اسرہ بنا کر ملاقاتیں کیں اور رابطہ میں رہے۔ الحمدللہ 70 حضرات اور 11 خواتین نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

(3) قرآن اکیڈمی یاسین آباد: یہاں دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد وسطی تنظیم کے تحت ہوا۔ مدرس جناب سید سلیم الدین اور قاری محمد ناصر تھے۔ اس تنظیم میں گزشتہ 12 سال سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ روزانہ اوسطاً 150 مرد حضرات اور 100 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام 2 اتوار کو احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام اور سوال و جواب کا سیشن ہوا۔ تذکیر بالقرآن کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں شرکاء کو روزانہ سوالنامہ دیا جاتا تھا۔ رمضان سے قبل 8 مقامات پر استقبال رمضان کے پروگرام منعقد ہوئے۔

(4) پی آئی اے گارڈن: یہاں گلشن اقبال تنظیم کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہوا۔ مدرس جناب عامر خان اور قاری زین العابدین تھے۔ اس تنظیم کے تحت گزشتہ 12 سال سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ اوسطاً 250 حضرات اور 200 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام 3 اتوار کو احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام اور سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ تذکیر بالقرآن کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں شرکاء کو روزانہ سوالنامہ دیا جاتا تھا الحمدللہ 22 حضرات اور 4 خواتین نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

(5) پی آئی بی لان: یہاں نیو کراچی تنظیم کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہوا۔ مدرس جناب نوید مزمل اور قاری محمد تفسیر تھے۔ اس تنظیم میں گزشتہ 2 سالوں سے یہ پروگرام ہو رہا ہے۔ روزانہ اوسطاً 40 حضرات اور 45 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام ہر اتوار کو احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام اور سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ الحمدللہ 2 حضرات نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

(6) محبوب اسٹار لان: یہاں ناظم آباد تنظیم کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہوا۔ مدرس جناب شجاع الدین شیخ اور قاری سعد خورشید تھے۔ اس تنظیم میں یہ پہلا پروگرام تھا۔ روزانہ اوسطاً 325 حضرات اور 225 خواتین نے شرکت کی۔ دوران پروگرام ہر اتوار کو احباب کے ساتھ مذاکروں کا اہتمام اور سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ الحمدللہ 34 حضرات اور 7 خواتین نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد: 10 مقامات پر خلاصہ مضامین قرآن پروگرام ہوئے۔ مدرسین جناب طارق امیر پیرزادہ' جناب محمد فاروق' جناب وقاص قائم' جناب محمد عمران' جناب عطاء الرحمٰن عارف' جناب عبدالرحمٰن' جناب اسامہ عثمانی' حافظ اسامہ علی' شیخ منصور رونی اور جناب مفتی طاہر عبداللہ صدیقی نے انجام دیے۔ اندازاً 400 حضرات نے اور 150 خواتین نے ان مقامات پر فیض حاصل کیا۔ ان پروگراموں کی تشہیر کے ضمن میں 700 بینرز' 2500 پول ہینگرز' 5500 پول کارڈز اور 100,000 ہینڈ بل استعمال ہوئے جبکہ دوران پروگرام تقریباً 750,000 روپے کی کتب وسی ڈیز فروخت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی ان محنتوں کو قبول فرمائے' آمین! (رپورٹ: عمر بن عبدالعزیز)

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ راجپوت کھوکھر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر21 سال، قد5.6، تعلیم ایم اے (جاری)، دینی تعلیم کی حامل کے لئے دینی مزاج کے حامل نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-4260713۔04235826239

☆ گوندل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر27 سال قد، 5.3، تعلیم، ایم اے اسلامیات، دینی تعلیم کی حامل کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-35890523 ۔ 0301-8568071

☆ بیٹا، عمر27 سال، تعلیم ایم اے (جاری)، ذاتی کاروبار کے لیے دینی گھرانے سے شرعی پردہ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ جہیز اور ہندوانہ رسم ورواج سے اجتناب کرنے والے رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 042-36371827-0322-4004698

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر23 سال، تعلیم ایم فل انگلش (جاری) تنظیم اسلامی کی رفیقہ کے لئے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم اسلامی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0322-4378497

☆ بیٹی، عمر32 سال، تعلیم بی اے، ایک سالہ قرآن فہمی کورس، امور خانہ داری میں ماہر، شرعی پردہ کی پابند کے لئے کراچی سے تعلق رکھنے والی فیملی سے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 021-34836694

☆ سینئر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنے دو بیٹوں، عمریں بالترتیب 30 سال اور 26 سال برسر روزگار، تعلیم بالترتیب BCS اور B.Com کے لئے دینی مزاج کے حامل خاندانوں سے رشتے مطلوب ہیں۔ ہندوانہ رسموں، جہیز، بارات، تیل مہندی وغیرہ سے پرہیز کرنے والی فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ:0344-4294304

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ شعبہ مطبوعات قرآن اکیڈمی لاہور کے مدیر محترم حافظ خالد محمود خضر کی بھانجی کے شوہر ٹریفک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم سوسائٹی کے ناظم بیت المال جناب رضوان احمد کے والد رحلت فرماگئے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم کلفٹن کے ناظم تربیت جناب طاہر الیاس کے تایا کا انتقال ہوگیا

☆ رفیق تنظیم عبدالصبور اشرف (منفرد اسرہ ساہیوال) کی والدہ وفات پاگئیں

☆ تنظیم اسلامی ہارون آباد (II) کے رفیق جناب نصر اللہ کے والد انتقال کرگئے

☆ تنظیم اسلامی ہارون آباد (II) کے رفیق جناب عبدالمجید کی اہلیہ وفات پاگئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین! قارئین اور رفقائے تنظیم سے بھی دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت ہے

ہمیں 2 چوکیداروں (آرمی سے ریٹائرڈ) اور ایک باورچی جو بھیڑوں بھینسوں کو بھی سنبھال سکے، کی ضرورت ہے۔ معقول تنخواہ، رہائش اور ایک وقت کا کھانا بھی دیا جائے گا۔ رفقائے تنظیم اسلامی قابل ترجیح ہوں گے۔ برائے رابطہ: 0300-8426610

تنظیمی اطلاعات

مرکز تنظیم اسلامی میں نئے ذمہ داران وخصوصی مشیران کا تقرر

مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 5 ستمبر 2012ء میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے مشورہ کے بعد مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو، لاہور میں درج ذیل ذمہ داران، خصوصی مشیران کا تقرر فرمایا:

1	اعجاز لطیف	مرکزی ناظم بیت المال
2	مختار احمد خان	مرکزی ناظم زکوٰۃ
3	انجینئر حافظ نوید احمد	مرکزی ناظم شعبۂ تعلیم وتربیت
4	چودھری رحمت اللہ بٹر	خصوصی مشیر برائے دعوتی امور
5	سید محمد نسیم الدین	خصوصی مشیر برائے تحقیق وتجزیہ

علاوہ ازیں سید اظہر ریاض (امیر حلقہ کراچی شمالی) کا بطور نائب ناظم اعلیٰ برائے جنوبی پاکستان تقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم مروٹ کا قیام اور اُس میں ریاض احمد کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب شرق کی جانب سے حلقہ میں ایک نئی مقامی تنظیم مروٹ کے قیام اور وہاں پر تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 13 ستمبر 2012ء میں مشورہ کے بعد نئی مقامی تنظیم مروٹ کے قیام اور جناب ریاض احمد کو مذکورہ تنظیم کا امیر مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

(بقیہ اداریہ)

امریکہ کو اپنا دوست کہتے ہیں اور اس کے اتحادی بنے ہوئے ہیں جو یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے پاکستان کو تباہ وبرباد کرنے کے راستے پر گامزن ہے اور اس ملک کو انتہائی پسندیدہ ملک قرار دے رہے ہیں اور ''امن کی آشا'' کے گیت گا کر اس ملک سے بانہیں کھول کر بغلگیر ہونا چاہتے ہیں جو پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لیے 65 سال سے کوشاں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روزِ اوّل سے پاکستان کا وجود بھارت کے سینے پر مونگ دل رہا ہے۔ آخر میں ہم یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ امریکہ کو اگرچہ ہم پاکستان کا بدترین دشمن سمجھتے ہیں لیکن روس کو بھی پاکستان اور مسلمانوں کا دلی دوست نہیں سمجھتے۔ ہمیں روس سے بھی بڑے محتاط انداز میں تعلقات بنانا ہوں گے۔ ہماری رائے میں روس سے دوستی چاہے نہ ہو، لیکن دشمنی ختم ہو جائے، تاکہ ہم امریکیوں کے چنگل سے نکل سکیں، اللہ کا دامن تھامیں اور اسلامی انقلاب کی طرف بڑھیں اور اگر روس بھی اس حوالہ سے ہمارے راستے میں حائل ہو تو اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے اسے بھی دھتکار دیں۔

Ayesha Khawaja

WARID DOSTI KAY RUNG

Just a few years ago, if a girl started talking on the phone with a boy, she would be considered fast and of a loose character. But now thanks to co-education and weapons of mass distraction like cell phones and facebook, it is considered pretty normal that girls and boys should be "friends".

If you know anything about the Dajjal, one of his most momentous characteristic would be his ability to deceive humankind on the grandest scale possible, deluding them to the degree that they begin seeing evil as good and good as evil. So what was condoned as satanic is now appreciated as upbeat, what was regarded as unthinkable is now common-place and what was unheard of is now the norm.

American culture broadly defined: movies, music, fashion and food have become culture worldwide. In our morbid zeal of imitating the West, we have so heartlessly abandoned the one true way of life. It seems that we have one primary ambition and that is to become "modern" and do away with religious shackles.

But no matter how hard and how long we try, can we really escape the Inevitable Reality and immutable laws of Divine Shariah? In the words of the Quran:

> "O you assembly of men and jinns, if you can cross the boundaries of the heavens and the earth, then pass..." [*Surah Rahman*; 55:32]
>
> .....
>
> "But no change will you find in Allah's way of dealing." [*Surah Fatir*; 35:43]

Can you in your right mind believe that the Deen, which asks women not to "strike their feet in order to draw attention to their hidden ornaments" would allow young men and women to mingle freely and become "dost"? Call it *dosti k rung* but it is still illicit relationship; impermissible and forbidden. I shudder to think what sort of a society would be built by young men who spend their time calling this girl, sending messages to that woman, chatting with yet another, adding multiple females to their *dost* list. For heaven's sake, if we want to avoid the predicament that is troubling the West today, then we MUST curb our own drift towards permissiveness before it is too late.

The Quran speaks of "best friends being enemies that day, except the righteous". [43:67] Only the "*dost*" that befriended each other for the love and cause of Allah will deserve Thrones of dignity and their rank will be envied by martyrs and prophets. All other friends would be willing to give their pals for ransom in order to be saved from a most grievous penalty.

In the name of Allah, stop deluding yourself. **There is no platonic friendship between a male and a female in the religion of Islam.** Let not the Chief Deceiver deceive you about the life of this world. To Allah is our return and He will then lay open the scrolls. Do you want to find there printed in black and white the long list of people you enticed and trapped in the quagmire of Haraam inter-gender relationships? The price is just too high --- eternity is at stake!

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا